سولومن
(قسط نمبر ۳)
تحریر: اسلم رضا

میں ہکا بکا اس کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے میرا ماضی اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ بہت کچھ ایسا بھی جانتا ہے جو میں خود بھی نہیں جانتا۔ جیسے کہ عظیم شوالہ والی کہانی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ لگتا تھا کہ یہ کوئی جادوگر ہے اور یقیناً کالا جادو جانتا ہو گا۔ یہ سوچ کر میں نے کالے جادو کے توڑ والی عملیات یاد کرنے شروع کیے۔ ابھی میں نے کسی عمل کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا کہ اچانک آیان نے چیختے ہوئے مجھے کہا۔

"آقا۔۔۔ بھاگو!" اس کی آواز بڑی عجیب سی تھی۔ میں کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کدھر چلے چھوٹی سرکار!"۔ گوپی کشن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک دیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا سارا جسم ان دیکھی رسیوں سے بندھ گیا ہو۔ آیان جو یہ سب

کچھ دیکھ رہا تھا بہت پریشان نظر آرہا تھا۔ اس نے میرا یہ حال دیکھا تو اس نے بھی کچھ پڑھنا شروع کردیا۔ چند لمحے کے بعد ہی مجھے ایسا لگا جیسے میرے تمام بدن کے گرد رسیاں جل گئی ہوں۔ مجھے اپنے جسم پر آگ کی تپش بھی محسوس ہوئی۔ یقیناً آیان کے کسی عمل نے رسیوں کو جلا دیا تھا۔ گوپی کشن اس عمل سے چونک کر آیان کی طرف دیکھنے لگا۔

"اے جن!۔۔۔ میں تجھے اپنی حدود میں رہنے کی آخری چے تاونی دے رہا ہوں۔ پرنتو اگر تم نے پھر مداخلت کی تو تم بھی برابر کے قصور وار ٹھہرو گے۔" گوپی کشن کا لہجہ بڑا سخت تھا۔

اس سے پہلے کہ گوپی کشن کوئی اور عمل کرتا آیان نے مجھے دونوں ہاتھوں میں اٹھایا اور تیزی سے ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر وہ اسی تیزی کے ساتھ مجھے گھر لے آیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی سے ہو گیا کہ میں گوپی کشن کو دیکھ بھی نہ سکا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

"آقا!۔۔۔میں بہت سخت خطرے کی بو محسوس کر رہا ہوں۔" آیان نے پریشان لہجے میں کہا۔ "یہ گوپی کشن طالش سرکار کی بات کر رہا تھا جو کہ بادشاہ کا دست راست ہے۔ مجھے کچھ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کے خاندان کی دشمنی براہ راست طالش سرکار سے ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں آپ کی کچھ مدد نہیں کر سکوں گا۔ طالش سرکار سے ٹکر میرے کیا میرے باپ دادا کے بس کی بھی بات نہیں ہے۔"

میں بھی اس کی بات سن کر پریشان ہو گیا تھا کیونکہ حالات اسی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ گوپی کشن نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ طالش سرکار سے ٹکرا کر کوئی شوالہ اور سہراب جن دونوں نے نقصان اٹھایا تھا۔ ابھی ہم پریشان کھڑے اس پر غور ہی کر رہے تھے کہ اچانک مجھے اپنے کمرے کے ایک کونے پر سفید سا دھواں پھیلتا ہوا محسوس ہوا۔ تھوڑی دیر میں وہ دھواں پھیل کر انسانی شکل اختیار کر گیا

اوراس شکل کو دیکھ کر میں اچھل پڑا۔وہ گوپی کشن تھا۔

"مورکھ۔کہاں تک بھاگو گے" گوپی کشن نے سخت لہجے میں کہا "ٹھہر پہلے مجھے اس جن کا کچھ بندوبست کرنے دے۔"

یہ کہتے ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور میں نے دیکھا کہ آیان کا سارا جسم شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا اور اس کے منہ سے بے اختیار دل کو ہلا دینے والی چیخیں نکلنے لگیں۔ان چیخوں کی آواز سن کر پاس والے کمرے سے اماں اچانک میرے کمرے میں آ گئی۔گوپی کشن نے ایک دم سے کچھ پڑھ کر ان پر پھونک دیا اور ایک دم آگ نے اماں کو بھی گھیر لیا۔ان کے منہ ایک تیز چیخ نکلی۔اور میرا رنگ فق ہو گیا۔مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔اماں نے بھی آیان کی طرح مسلسل چیخنا شروع کر دیا تھا اور ان کی چیخوں میں بڑا ہی کرب تھا جس نے میرے روح تک کو ہلا دیا۔

''بند کر اس آگ کو خبیث کی اولاد۔'' میں نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''کیوں کیا ہوا چھوٹی سرکار!۔۔۔ مجھے روک کیوں نہیں لیتے''

گوپی کشن نے چڑانے والے انداز میں کہا۔

اس کی آواز نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، بس اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر میں اس کے بیچ و بیچ گزرتا ہوا سیدھا دیوار سے جا ٹکرایا۔ وہ تو ایک دھواں تھا۔ میں اس کو چھو بھی نہ سکا۔ میں ابھی اسے حیرت سے دیکھ ہی رہا تھا کہ اماں بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ان کا سارا جسم جھلسا ہوا تھا اور بڑے بڑے آبلے صاف نظر آ رہے تھے۔ مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ آبلے میرے دل پہ پڑ گئے ہوں۔ میں ایک اندیکھی آگ میں جل رہا تھا مگر مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اس عفریت سے کیسے چھٹکارا حاصل کروں۔ اچانک

ایک خیال تیزی سے میرے دماغ میں آیا اور میں نے چلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تم خدا کے لئے میری ماں کو چھوڑ دو۔" میرے لہجے میں التجا تھی۔

گوپی کشن نے چونک کر میری طرف دیکھا۔

"کونسی ماں" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ جس کو تم آگ میں زندہ جلا رہے ہو۔" میں نے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

گوپی کشن نے چونک کر اماں کی طرف دیکھا اور پھر ایک اور منتر پڑھ کر اماں پر پھونک دیا۔ ان کی گرد لگی ہوئی آگ ایک دم بجھ گئی مگر اب ان کا جسم بالکل بے حرکت پڑا ہوا تھا۔ پتہ نہیں وہ زندہ بھی تھیں یا نہیں۔ میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ میں دوڑ کر ان کے پاس پہنچا اور جلدی سے ان کی نبض چیک کی۔ نبض بہت ہی سست روی سے چل

رہی تھی۔

"تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ ہے انہیں بچالو۔" میں نے پھر اسی سے التجا کی۔ "میں تمہاری زندگی تمہاری غلامی کروں گا۔ بس ان کو بچالو۔"

گوپی کشن بہت ہی حیرت سے مجھے اور پھر اماں کو بار بار دیکھ رہا تھا۔

"میرے گھیان کے اوڑ تو تمہاری ماتا تمہارے جنم کے سمے ہی ٹھاکر سرکار کے ہاتھوں قتل ہوگئی تھی۔ اگر یہ سچ ہے تو یہ عورت کون ہے جسے تم ماتا کہہ رہے ہو؟" گوپی کشن بہت زیادہ حیرت میں مبتلا تھا۔

"بتاتا ہوں۔ سب بتاتا ہوں۔ مگر پہلے خدا کے لئے ان کے لئے کچھ کرو۔ ان کی حالت بہت ہی خطرناک ہے۔" میں نے تقریباً چلاتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں کرسکتا۔ میرا عمل جلاوے ہے۔ مرہم نہیں رکھے ہے۔" اس نے تیز و تند لہجے میں کہا۔

یہ سنتے ہی میں نے تیزی سے اماں کو اٹھایا اور بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ تیزی سے راہداری پار کی اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ پھر میں سڑک کی طرف پاگلوں کی طرح بھاگا۔ میں بھاگتا بھی جا رہا تھا اور اونچی آواز میں چیختا بھی جا رہا تھا۔

"خدا کے لئے کوئی میری ماں کو بچا لے۔ انہیں ہسپتال لے جائے۔"

ابھی میں سڑک سے کچھ دور ہی تھا کہ ایک کار بڑی تیزی سے میرے قریب آ کر رکی۔ میں نے دیکھا ہمارا ایک پڑوسی نیچے اتر کر میرے طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا ہوا سلیمان بیٹا!" پڑوسی جن کا نام قادر بخش تھا انہوں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چچا۔۔۔ پلیز ان کو ہسپتال لیجانے میں میری مدد کریں۔" میں

نے التجا کرتے ہوئے کہا۔ "یہ جل گئی ہیں۔"

"ادھر لے آؤ میری کار میں لے آؤ۔" انہوں نے جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولنے لگے۔ میں اماں کو اٹھائے ہوئے تیزی سے گاڑی میں گھس گیا۔ اور قادر بخش چچا نے جلدی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح گاڑی چلاتے ہوئے سنٹرل ہسپتال پہنچ گئے۔ میں اماں کو اٹھائے ہوئے ہسپتال کے مین دروازے کی طرف بھاگا۔ مین دروازے کے سامنے ہی ایک سٹریچر پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اماں کو اس پر ڈال دیا اور چیخ چیخ کر سٹاف کو آوازیں دینے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہاں سٹاف کی بھیڑ لگ گئی۔ پھر ایک ڈاکٹر بھی آ گیا۔ اور پھر وہ اماں کو لے کر اپریشن تھیٹر میں گھس گئے۔ اور میں اکیلا ایک بینچ پر بیٹھ کر رونے لگا۔ اماں کی جو حالت میں نے دیکھی تھی وہ بہت ہی خراب تھی۔ سارا جسم

جھلس گیا تھا۔اس لئے میں بہت ہی پریشان تھا۔

تھوڑی دیر میں بابا بھی آ گئے۔شاید کسی نے ان کو اطلاع دے دی تھی۔مجھے دیکھتے ہی وہ میرے طرف لپکے۔

"کیا ہوا سلیمان؟"ان کی زبان کپکپا رہی تھی۔

"بابا۔۔وہ اماں"میں بس اتنا ہی کہہ سکا اور ان کے ساتھ لگ کر رونے لگا۔وہ بے چارے خود بڑے پریشان تھا مگر پھر بھی مجھے تسلیاں دینے لگے۔

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر صاحب باہر آئے اور ہمارے طرف دیکھ کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے۔

"آپ لوگوں نے بہت دیر کر دی۔ہم لوگوں نے اپنی پوری کوشش کی مگر۔۔۔"یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکا لیا۔

ان کی بات سن کر میں وہی بیٹھ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

میرے اندر ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ میری پیاری اماں میری وجہ سے جلی تھیں۔ میرے عملوں اور میرے اس کام کی وجہ سے انہیں آج یہ دن دیکھنا پڑا تھا۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں سارے جہان کو آگ لگا دوں۔ مگر میں بے بس تھا۔ ابا مجھے بڑی دیر تک سنبھالتے رہے۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ ہم کافی دیر تک اسی حالت میں روتے رہے۔ محلے کے لوگ بھی آ گئے تھے اور بابا کے کچھ رشتہ دار بھی۔ انہوں نے ہمیں سنبھالا اور پھر کسی نہ کسی طرح ہم لوگ اس کمرے میں پہنچے جہاں پر اماں کی میت پڑی ہوئی تھی۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

ہسپتال والوں نے پولیس کو فون کر دیا تھا۔ جب تک پولیس نہیں آئی اس وقت تک ہمیں وہی بیٹھ کر انتظار کرنا پڑا۔ اسی دوران، میں نے بابا کو سارا واقعہ صاف صاف سنا دیا۔ انہوں نے بہت ہی افسوس کے

ساتھ سارا واقعہ سنا اور پھر سر جھکا کر افسردہ سی حالت میں بیٹھے رہے۔

پولیس کے آنے پر انہوں نے میرے کان میں کہا۔

"بیٹا!۔۔۔ پولیس کو یہی بتانا کہ وہ چولہے کی آگ کی زد میں آ گئی تھیں۔ اگر اصل بات بتائی تو بہت مشکل میں پڑ جائیں گے کیونکہ وہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی۔" بابا نے افسردہ لہجے میں کہا۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں ایک تھانیدار ہمارے پاس آ گیا۔

"بہت ہی افسوس ہوا سائیں!۔۔۔ اس واقعہ کا سن کر۔" اس نے رسمی سے انداز میں افسوس کرتے ہوئے کہا۔ "مگر یہ واقعہ ہوا کیسے؟"

"تھانیدار صاحب!۔۔۔ یہ میرا بیٹا اور اس کی اماں دونوں گھر میں تھے۔ یہ اس کی ماں اور میری بیوی بیچاری ہنڈیاں رکھنے باورچی خانے میں گئی اور جب باہر نکلی تو آگ میں جل رہی تھی۔ میرے بیٹے نے

جلدی سے آگ بجھائی اور اٹھا کر ہسپتال لے آیا۔ مگر۔۔۔" بابا نے نمناک آنکھوں سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا آخر میں ان کے آنسو بھی نکل پڑے ۔میں تو پہلے ہی رو رہا تھا۔

تھانیدار نے ایک دو اور رسمی سوال کیے اور پھر یہی بیان لکھ کر چل پڑا۔ جاتے ہوئے اس نے ڈاکٹر صاحب کو ہمیں میت لیجانے کی اجازت دے دی۔ ہم میت لے کر گھر آگئے ۔اور پھر میں تو اماں کی چارپائی سے لگ کر رونے لگا جب کہ بابا کفن دفن کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔ میں شاید اتنا نہ روتا یا شاید اپنے آپ کو جلد سنبھال لیتا مگر یہ بات کہ میں خود ہی ان کی موت کی وجہ بنا، مجھے کسی پل سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں ۔مگر ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

چونکہ میت کی حالت اچھی نہ تھی اس لئے انہیں جلدی ہی دفن کرنے کا

انتظام کیا گیا۔ اور عشاء کے وقت جنازہ پڑھ کر ہم انہیں منوں مٹی تلے چھوڑ آئے۔ میں اب رو تو نہیں رہا تھا مگر میرے اندر کی آگ مجھے اندر ہی اندر جلائے جا رہی تھی۔ اتنے میں، میں نے آیان کو دیکھا۔ وہ ایک طرف افسردہ سا کھڑا تھا۔ پتہ نہیں اس کی جان کیسے چھوٹی تھی۔ جب سب رشتہ دار ہمیں آرام کرنے کا کہہ کر چلے گئے تو میں نے آیان سے پوچھا۔

"آیان!۔۔ تیرا کیا حال ہے اور تو اس غضب سے کیسے چھوٹا" میں نے سوال کیا۔

"آقا!۔۔ آپ کے جاتے ہی اس گوپی کشن نے ایک الٹا منتر پڑھ کر میری آگ بھی بجھا دی۔ چونکہ میں آپ کی وجہ سے مجبوراً وہاں ٹکا ہوا تھا اس لئے جیسے ہی آگ بجھی، میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنے گھر پہنچا تو والد صاحب نے جو خود بھی منجھے ہوئے حکیم ہیں نے

میں علاج کیا۔ ایک مرہم سا لگا دیا سارے جسم پر اور پھر ایک عمل کیا جس سے چند گھنٹے میں میں ٹھیک ہو گیا۔ پھر آپ کو تلاش کرتا ہوا یہاں پہنچا۔ آپکی حالت دیکھ کر میں نے آپ کو مخاطب نہیں کیا۔" آیان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آیان!۔۔ میں اس خبیث گوپی کشن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" میں نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "مجھے بتاؤ، اس کے جادو کا توڑ کیا ہے۔"

"آقا!۔۔۔ یہ سب باتیں میرے بس سے باہر کی ہیں۔" آیان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ "گوپی کشن شمالی سولومن کا نائب صوبیدار ہے۔ یہ ایک اعلیٰ انتظامی عہدہ ہے جو بڑے بڑے جادوگر انسانوں یا پھر طاقتور جنوں کو ہی دیا جاتا ہے۔ اس کے جادو کا میرے پاس کوئی توڑ نہیں۔"

پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا۔

''مجھے یقین ہے کہ وہ واپس ضرور آئے گا۔ اس اچانک افتاد پر وہ پیچھے ہٹا ہے ورنہ اس کا مقصد آپ کو پکڑ کر طالش سرکار کے حوالے کر کے انعام لینا تھا۔ وہ اتنی آسانی سے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ آپ اب بھی خطرے میں ہیں اور خدارا اپنے بچنے کی کوئی تدبیر سوچیں۔'' آیان نے پریشان لہجے میں التجا کرتے ہوئے کہا۔

''تم میری فکر مت کرو۔ میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے اس دنیا میں دو مائیں ملی اور دونوں کو میرے سامنے قتل کر دیا گیا اور میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ پہلے تو میں اتنا چھوٹا تھا کہ ہوش میں بھی نہیں تھا مگر اب تو سب کچھ میرے سامنے ہوا۔ میں جوان ہوں اور پھر بھی کچھ نہیں کر سکا۔ میں نے جی کر کیا کرنا ہے۔'' میں نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''آقا!۔۔۔ایسے مت کہیں۔ مایوسی گناہ ہے۔'' آیان نے تسلی دیتے

ہوئے کہا۔ ''آپ اپنا نہیں تو میرا ہی خیال کریں۔ چونکہ مجھے آپکی حفاظت کی ذمہ داری دی گئی تھی اس لئے اگر آپ کو کچھ ہوا تو میں بھی زندہ نہیں بچوں گا۔'' آیان نے اس بار اصل بات کرتے ہوئے کہا۔

میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اسی وقت میں نے سوچا کہ اس کو آزاد کر دوں اور پھر اپنے آپ کو حالات کے حوالے کر دوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

''آیان!۔۔ جا میں نے تجھے آزاد کیا۔'' میں نے اونچی آواز سے کہا۔ ''میں نہیں چاہتا ہوں کہ اب میری وجہ سے اور لوگوں کی جان جائے۔ تم آج سے آزاد ہو اور جاؤ اپنے آپ کو بچاؤ۔''

آیان نے چونک کر میری طرف یوں دیکھا جیسے میرے سر پر سینگ اگ آئے ہوں۔ پھر دوسرے ہی لمحے خوشی سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"شکریہ آقا" اس نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا اور فوراً ہی غائب ہو گیا۔ میں نے جو کیا تھا سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ اگر وہ مجھے بچا نہیں سکتا تو مجھے بھی کوئی حق حاصل نہیں تھا کہ میں اپنے لئے اس کو قربانی کا بکرا بناتا۔

وہ رات جاگتے ہوئے گزری۔ تاہم صبح فجر کی نماز کے بعد میں اماں کی قبر پر چلا گیا اور بہت دیر تک وہیں بیٹھا روتا رہا۔ روتے روتے پتہ نہیں کب میرے آنکھ لگ گئی۔ پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھولی۔ میں نے چونک کر ٹھوکر مارنے والے کو دیکھا تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ کم بخت گوپی کشن تھا۔

"چھوٹی سرکار!۔۔ بہت آرام فرما لیا۔ اب کچھ سے ہمارے لئے بھی نکالیے۔" گوپی کشن کے لہجہ میں طنز تھا۔

"دیکھ گوپی کشن!۔۔ تیری میری کوئی لڑائی نہیں ہے۔ میں نے تیرا

کچھ نہیں بگاڑ اگر تو نے میری ماں کو قتل کر دیا ہے۔" مجھے اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔ "اب مجھے بھی مار ڈال ورنہ تیرا انجام وہ کروں گا کہ تیری سات پشتیں بھی پناہ مانگنے لگیں گی۔"

"ہا ہا ہا" گوپی کشن نے اتنی زور سے قہقہہ لگایا کہ شاید قبرستان کے مردوں نے بھی اسے گالیاں دی ہوں گیں۔ "وہ کیا کہاوت ہے بابو جی کہ۔۔۔ رسی جل گئی مگر بل نہیں گئے۔"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ پھر بولا۔

"پہلے تو بات اتنی سی ہی تھی بابو۔ مگر جب میں نے تمہاری جنم کنڈلی دیکھنے کی کوشش کی اور ناکام رہا تو میں بڑا حیران ہوا۔ تو پہلا شخص ہے جس پر میرا یہ عمل بے اثر رہا۔ پھر میں نے دوسرے عمل سے بیتے ہوئے کے متعلق تو حیران رہ گیا کہ تو تو وہی ہے جسے سہراب جن نے چھپا دیا تھا۔ طاش سرکار نے میرے ڈیوٹی لگائی تھی کہ تجھے تلاش

کروں مگر باوجود بے تحاشا تشدد کے اس سہراب نے زبان نہ کھولی۔
اس طرح میں ناکام ہو گیا۔ تیرے پر اس سہراب نے بھی کچھ ایسا جادو
کیا تھا کہ میں تجھے اپنے علم سے بھی نہ ڈھونڈ سکا۔ اب اچانک تو خود
ہی سامنے آ گیا تو بیاری کڑیاں ملنے لگی۔ اب تو میں تجھے تلاش سرکار
کے سامنے پیش کر کے مشرقی سولومن کی صوبیداری مانگوں گا۔"
گوپی کشن نے مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا اچانک گوپی کشن نے کچھ پڑھ کر
قبر کی ایک طرف زور سے پھونکا۔ ایک دم وہاں چھوٹا سا مگر عجیب سے
پرندہ پیدا ہو گیا۔ بڑا ہی عجیب سا جانور تھا۔ اس کی چونچ کوے جیسی تھی
مگر اس کے پر چمگادڑ جیسے۔ ابھی میں اس کو دیکھ ہی رہا تھا کہ گوپی
کشن نے کچھ اور پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور یہ دیکھ کر میں حیران
رہ گیا کہ وہ جانور جسم میں بڑا ہونے لگا۔ بڑا ہوتے ہوتے وہ کم از کم

دس فٹ اونچا ہو گیا۔ میں نے گھبرا کر ادھر ادھر مدد کے لئے دیکھا مگر آس پاس تو کیا، دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ قبرستان مکمل سنسان پڑا ہوا تھا۔

"جا!۔ اس کو حویلی چھوڑ آ!" گوپی کشن نے اس پرندے کو حکم دیا۔

اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتا اچانک اس پرندے نے تیزی سے سر نیچے کیا اور مجھے اپنے منہ میں دبا لیا۔ اس کے منہ میں بڑے بڑے دانت تھے مگر اس نے دانستا مجھے اپنے اونچے اونچے ہونٹوں کے درمیان دبا لیا۔ میں حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے میں دو پاٹوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں۔ پرندے نے اچانک ایک چھلانگ لگائی اور ہوا میں اڑنے لگا۔ یہ منظر میرے لئے بڑا ہی ھولناک تھا۔ مجھے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مگر کسی نہ کسی طرح

میرے ہوش ابھی تک قائم تھے۔ پرندہ مجھے لے کر سیدھا آسمان کی طرف اڑ رہا تھا۔ اس کی اڑان بہت تیز تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم اتنی اونچائی پر پہنچ گئے کہ مجھے زمین پر بلند عمارتیں بھی نظر آنی بند ہو گئی۔ اب نیچے دیکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی۔ یہ سوچ کر دل ہی دل میں ہول اٹھ رہے تھے کہ اگر اس پرندے نے مجھے چھوڑ دیا یا میں اس کے منہ سے کسی طرح پھسل گیا تو اتنی اونچائی سے گر کر میرا کیا بنے گا۔

پرندہ اسی طرح اڑتا ہوا بادلوں میں پہنچ گیا۔ بادلوں کے درمیان اڑتے ہوئے مجھے کچھ خاص نظر نہیں آ رہا تھا۔ پتہ نہیں وہ پرندہ کس سمت کو اڑ رہا تھا مگر میں نے محسوس کیا کہ جیسے اب وہ اونچائی کی بجائے کسی خاص سمت میں جا رہا ہے۔ اچانک میں نے بادلوں کے درمیان میں ایک بڑا سا حویلی نما گھر دیکھا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا کہ وہ ایک بادل کے اوپر بنا ہوا تھا۔ بڑا ہی عجیب سا

منظر تھا۔ ابھی میں اس بادل کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ پرندہ مجھے لے کر اس حویلی نما گھر کی چھت پر اتر گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے مجھے چھت پر اتارا اور ایک بڑی چھلانگ لگاتے ہوئے ہوا میں اڑتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

یہ سب کچھ میرے لیے اتنا عجیب تھا کہ میں چند منٹ تک ہکا بکا ایسے ہی اس حویلی کی چھت پر کھڑا رہا۔ پھر میں نے اپنے اردگرد کا جائزہ لینا شروع کیا۔ یہ ایک عام سی چھت تھی اور یہ حویلی بھی پکی اینٹوں سے بنی ہوئی لگ رہی تھی۔ اگر میں نے خود اس کو ایک بادل پر بنے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو شاید قیامت تک کسی کے کہنے پر یقین نہ کرتا۔

ایک طرف سے سیڑھیاں نیچے کو جا رہی تھیں۔ میں نے نیچے جا کر جائزہ لینے کا ارادہ کیا اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں اتر کر میں نیچے لان میں پہنچ گیا۔ ساتھ ہی چھوٹا سا برآمدہ تھا اور پھر ایک

کمرے کا دروازہ نظر آرہا تھا۔ تھوڑی دیر میں، میں نے ساری حویلی کو گھوم کر دیکھ لیا۔ یہاں ایک کچن، چار کمرے اور ایک لاؤنج تھا۔ برآمدہ بھی کافی کشادہ تھا اور چھوٹا سا لان بھی تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جسے گوپی کشن نے میری قید کے لئے چنا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو تقدیر پر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ میری زندگی کے آخری چند گھنٹے یا دن ہیں اس لیے کیوں نہ ان سے خوب لطف اندوز ہوا جائے۔ یہ سوچ کر میں لان میں آگیا۔ اچانک ہی مجھے باہر کا منظر بڑا دلکش لگنے لگا۔ ہر طرف بادل ہی بادل اور درمیان میں کہیں کہیں اوٹ سے جھانکتا نیلا آسمان بڑا ہی حسین لگ رہا تھا۔ میں کچھ دیر اس میں کھویا رہا۔ پھر کچھ بھوک کا احساس ہوا تو سوچا کہ مرنے سے پہلے کیوں نہ کچھ پیٹ پوجا کرلی جائے۔ یہ سوچ کر میں کچن کی طرف چل پڑا۔ کچن میں ایک طرف کافی

سارے پھل پڑے ہوئے تھے۔اب میں ان سب چیزوں کا عادی ہو گیا تھا اس لیے میں نے زیادہ وقت اس حیرت میں ضائع نہیں کیا کہ یہ پھل کہاں سے آئے۔جلدی سے ان کو اٹھا کر میں ایک کمرے میں پہنچ گیا جہاں پر ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔اس پلنگ پر بیٹھ کر میں نے خوب سیر ہو کر پھل کھائے۔ان میں سیب، امرود، مالٹے اور انگور بھی تھے۔ان کا ذائقہ بھی پر لطف تھا۔جب میں نے خوب سیر ہو کر کھا لیا تو پھلوں کی ٹوکری ایک طرف رکھ کر کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹ گیا۔پتہ نہیں کب میری آنکھ لگ گئی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی بزرگ جو ہمیشہ مجھے کسی کام کے بارے میں یاد دلاتے تھے آج پھر براجمان تھے۔مگر آج پہلی بار ان کے الفاظ مختلف تھے۔

"بیٹا!۔۔۔ہمت مت ہارنا۔ہم سب کو تم سے بہت امیدیں وابستہ

ہیں۔کسی طرح اس قید سے نکل کر جاڑوں کی وادی میں بابا فتح محمد کے پاس پہنچو۔ آگے کا راستہ وہ خود ہی بتا دے گا۔" اتنے میں پھر وہی کالی سی چمگادڑ آئی اور اس بزرگ کو اٹھا کر لے گئی۔ جاتے ہوئے ان بزرگ کی آنکھوں میں پھر وہی عجیب سے بے بسی تھی۔

میں ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ پتہ نہیں میں کتنی دیر سویا تھا۔ گھڑی دیکھی تو اندازہ ہوا کہ شاید ایک گھنٹہ ہی سو سکا تھا۔ خواب ابھی تک میرے ذہن میں تازہ تھا۔ میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ یقیناً وہ بزرگ میرے راہنمائی کر رہے تھے مگر میں اس قید سے کیسے نکل سکوں گا؟ آگے کی بات تو بعد میں سوچنی چاہیے تھی۔ مجھے ان بزرگ پر غصہ بھی آیا کہ بجائے اس کے کہ مجھے یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب بتاتے، انہوں نے یہاں سے نکلنے کے بعد کا رستہ بتانا شروع کر دیا۔ بہرحال یہ ایک حوصلہ افزا بات تھی کہ میری راہنمائی کی گئی تھی

جس کا مطلب تھا کہ میری مددگار قوتیں بھی کام کر رہی ہیں مگر شاید وہ طالش جادوگر کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر پا رہی۔ پھر مجھے یہ بھی یاد آیا کہ گوپی ناتھ نے کسی عظیم شوالہ کا ذکر کیا تھا اور پھر سہراب جن کا بھی جو طالش سرکار سے لڑ کر مارے گئے تھے۔ بہرحال اب مجھے یہاں سے نکلنے کے لئے کچھ سوچنا تھا۔ پہلی بار مجھے پچھتاوا محسوس ہوا کہ مجھے آیان کو آزاد نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آج وہ اگر میرا غلام ہوتا تو یقیناً میری یہاں سے نکلنے میں ضرور مدد کرتا۔

کچھ دیر یونہی سوچوں میں الجھتے ہوئے مجھے گھٹن کا احساس ہوا۔ میں اٹھ کر باہر برآمدے سے ہوتا ہوا لان میں نکل آیا۔ باہر کا موسم بڑا دلکش تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میں اپنی سب سوچیں بھول گیا۔ اچانک میرے دل میں آیا کہ یہاں لان میں بیٹھنے کے لیے کرسی مل جائے تو کیا ہی بات ہے۔ بغیر کسی ارادے کے میں نے

ادھر ادھر دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سامنے ہی ایک کرسی اور ایک میز ان میں پڑا ہوا تھا۔ مجھے اچھی طرح سے یاد تھا کہ ایسا کوئی میز یا کرسی پہلے وہاں پر موجود نہیں تھی۔ مگر شاید میری خواہش پر یہاں میز اور کرسی پہنچا دی گئی تھی۔ یہ بہت ہی عجیب سی بات تھی اس کا مطلب تھا کہ یہاں میں جو بھی سوچ رہا ہوں وہ سب مانیٹر ہو رہا تھا۔ اس طرح تو میں یہاں سے بھاگنے کا جو بھی پروگرام بناتا اس کا بھی ان جادوگروں کو پتہ چل جاتا۔ یہ سوچ کر میں نے بھاگنے کا پروگرام کینسل کر دیا۔ اچانک میری نظر گھڑی پر پڑی تو دیکھا کہ بارہ بجنے والے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ اماں کے قل کا ختم آج ہی تین بجے بعد ظہر تجویز کیا گیا تھا۔ یقیناً نیچے اس کی تیاری ہو رہی ہوگی۔ یہ سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں کہ میں اپنی والدہ کے قل میں بھی شریک نہیں ہو سکوں گا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ یہاں فارغ بیٹھنے کی بجائے

والدہ کے لئے کوئی پڑھائی ہی کروں۔ ان کی زندگی کے لیے تو کچھ نہیں کر سکا شاید آخرت کی بہتری کے لیے ہی کچھ پڑھ کر ان کی اگلی منزلوں میں آسانی پیدا کرسکوں۔ یہ سوچ کر میں جلدی سے ایک کمرے سے متصل باتھ روم میں گیا اور پھر وضو کر کے واپس لان میں آ گیا۔ یہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے ایک بار فاتحہ پڑھی اور پھر آیت کریمہ کی تسبیح کرنے لگا۔ ابھی مجھے مشکل سے چند منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ اچانک حویلی لرزنے لگی اور اس کی در و دیوار سے عجیب سی چیخوں کی آوازیں آنے لگیں۔ میں اس زلزلے کی سی کیفیت میں جلدی سے زمین پر بیٹھ گیا۔ ابھی کچھ سمجھ بھی نہ پایا تھا کہ یہ زلزلہ ختم گیا اور ساتھ ہی میں نے ایک طرف گوپی کشن کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ وہ تیز نظروں مجھے گھور رہا تھا۔

"کیا تکلیف ہے بابو!۔۔۔کیوں تنگ کر رہا ہے؟ کیا پھر سے کوئی

جنتر منتر آزمانے کا ارادہ ہے۔" گوپی کشن کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"نہیں!۔۔۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو اور یہ زلزلہ سا کیوں آیا تھا؟" میں نے بچی حیرت سے پوچھا کیونکہ میرے سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ میرے اس جواب پر گوپی کشن نے بھی حیرت سے مجھے دیکھا پھر بولا۔

"ابھی تم کیا پڑھ رہے تھے؟" اس کی آواز میں ہلکا سا ارتعاش تھا۔ اور میں فوراً ہی معاملے کی طے تک پہنچ گیا۔ چونکہ میں نے آیت کریمہ پڑھی تھی اس لیے شاید اس کے جادو میں کوئی کھلبلی پیدا ہو گئی تھی۔

"گوپی کشن!۔۔ تم جانتے ہو کہ آج میرے والدہ کے قتل کا ختم ہے۔ چونکہ تم نے مجھے یہاں بہت دور قید کیا ہوا ہے اس لیے میں وہاں جا تو

نہیں سکتا مگر یہی سے ان کے ایصال ثواب کے لئے کچھ آیات پڑھ رہا تھا کہ یہ زلزلہ آگیا اور پھر جیسے ہی یہ رکا تم آگئے۔" میں نے سچی بات بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔تو یہ بات ہے۔اچھا اب شانتی سے رہو اور ان شبدوں کو دوبارہ مت پڑھنا۔" اس نے مجھے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"میں تو ضرور تلاوت کروں گا۔یا تو تم مجھے میری والدہ کی رسم قل میں لے جاؤں یا پھر میں یہی آیات پڑھ پڑھ کر تمہارے اسے جادو کی حویلی کے در و دیوار تباہ کر دوں گا۔" میں نے اس کی دھمکی سے اثر لینے کی بجائے الٹا اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔" گوپی کشن نے بے بسی سے کہا۔

"طالش سرکار کو بھی ابھی سرکاری دورے پر جانا تھا۔اچھا اب اگر تم کو اس جادو کا توڑ اتفاق سے پتہ چل ہی گیا ہے تو میں تمہاری خواہش پر

تمہیں تمہاری والدہ کی قبر پر لے چلتا ہوں۔ مگر کوئی ایسی ویسی حرکت مت کرنا۔ شام تک میں تمہارے لیے کسی اور جگہ کا بندوبست کرتا ہوں۔ طلسم کار کی واپسی کو ایک دو دن تو لگ ہی جائیں گے۔"

گوپی کشن نے خود ہی سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر کچھ پڑھ کر ہوا میں پھونک دیا۔ اچانک ایک طرف سے وہی پرندہ اڑتا ہوا نمودار ہوا اور لان میں اتر آیا۔ گوپی کشن اس سے مخاطب ہو کر بولا۔

"اس کو وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے اٹھایا تھا۔" گوپی کشن نے حکمیہ لہجے میں کہا۔ "اور تم نے اس کی نگرانی بھی کرنی ہے۔ اگر یہ بھاگنے کی کوشش کریں تو اس کو اٹھا کر پاتال میں چھوڑ آنا۔"

پرندے نے سر کو جھکا کر سمجھ جانے کا اشارہ کیا اور پھر ایک دم سے گھما کر مجھے اسی طرح اپنے ہونٹوں میں دبا کر ہوا میں بلند ہو گیا۔ اس بار مجھے کچھ خاص حیرت نہ ہوئی مگر نیچے کی طرف پرواز کرنے کی وجہ سے کان

بند ہو رہے تھے اور کبھی کبھی دل بھی بیٹھنے لگتا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں ہم بادلوں سے نیچے آگئے۔ نیچے زمین ایک بہت بڑے گولے کی مانند نظر آرہی تھی۔ کچھ اور دیر کے بعد بلڈنگیں بھی نمایاں ہونے لگیں۔

پرندے نے اچانک تیزی سے ایک طرف کو غوطہ لگایا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد میں نے اپنے آپ کو قبرستان کے اوپر اڑتے ہوئے پایا۔ اس پرندے نے مجھے ٹھیک اسی جگہ پر اتارا جہاں میری والدہ کی قبر تھی اور جہاں سے لے کر وہ مجھے اڑا تھا۔ مجھے اتار کر وہ تیزی سے ایک طرف کو اڑ گیا۔ مگر اس بار وہ غائب نہیں ہوا بلکہ مجھے دور آسمان پر اڑتا ہوا نظر آنے لگا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ میرے نگرانی کر رہا ہے۔ دور سے وہ کوئی عام سا کوا ہی معلوم ہوتا تھا۔

میں نے اس وقتی سی آزادی پر خدا کا شکر ادا کیا اور پھر گھر کی طرف چل پڑا۔ گھر پہنچا تو دیکھا کہ بابا بہت پریشان سے تھے مجھے دیکھتے ہی

انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

”بیٹا!۔کہاں چلے گئے تھے۔میں تو پریشان ہی ہو گیا تھا۔“ انہوں نے فکرمند ہوتے ہوئے پوچھا۔

”بابا!۔۔۔اماں کی قبر تک گیا تھا۔بس وہی بیٹھے بیٹھے دیر ہو گئی۔“ میں نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

”بیٹا!۔۔۔اب تم ہی میرا سہارا ہو۔“ بابا نے بے چارگی سے کہا۔

”تمہاری اماں کے جانے کے بعد ہم دونوں کو ہی ایک دوسرے کے سہارے جینا ہے۔مجھے اس طرح چھوڑ کر بغیر بتائے مت جایا کرو۔“

”ٹھیک ہے بابا!۔۔۔آئندہ بتا کر ہی جاؤں گا۔“ میں نے ایسا وعدہ کرتے ہوئے کہا جس کے بارے میں مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ میں پورا نہ کر سکوں گا۔بھلا ایک قیدی بھی کسی سے اجازت کے ملنے کا

انتظار کر سکتا ہے۔ بہر حال ان کو بہلانے کے لیے یہ کہنا ضروری تھا۔ پھر ہم دونوں رسم قل کے انتظام میں لگ گے۔

مختلف کام کرنے کے دوران میرا دماغ آزادی کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔ میں وقفے وقفے سے آسمان کا بھی جائزہ لے لیتا تھا مگر وہ کم بجنت پرندہ وہیں اڑ رہا تھا۔ اسی دوران شاہ جی بھی آ گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر خوب پیار کیا۔ ان کو دیکھ کر پتہ نہیں کیوں مجھے رونا آ گیا۔ روتے روتے میں نے ان کو اپنے لیے دعا کرنے کو کہا۔ انہوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے دعائیں دیں۔ پھر انہوں نے رسم قل کی ابتداء کے طور پر وہی ہمارے گھر کے صحن میں نماز ظہر پڑھائی۔

نماز کے بعد ہم نے صحن میں ہی دریاں بچھا دیں۔ تمام نمازی قطاروں میں بیٹھ کر قران شریف پڑھنے لگے۔ میں نے بھی ایک

سپارہ لیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ بابا کھانے کا انتظام کرنے چلے گئے۔ ابھی مجھے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ایک شخص میرے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو چونک پڑا۔ وہ ایک جن تھا جو انسانی شکل میں موجود تھا۔ میں نے اسے اس کے سر پر بنے ہوئے ایک غیر مرئی ہیولے سے پہچانا۔ چونکہ میں اب جنوں کو دیکھ سکتا تھا اس لئے اس ہیولے کو بھی دیکھ سکتا تھا جو عام آدمی کی نظروں سے اوجھل تھا۔ اور پھر اس ہیولے کو غور سے دیکھنے پر مجھے یہ بھی پتہ چلانے میں دیر نہ لگی کہ وہ آیان ہی تھا۔ میں نے حیرت سے آیان کو اس آدمی کی شکل میں دیکھا۔ میں تو اسے آزاد کر چکا تھا اب وہ کیا لینے آیا تھا۔ اس نے بھی مجھے اپنی طرف دیکھتے ہوئے محسوس کر لیا۔ پھر اس نے مجھ سے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سلیمان صاحب!۔۔۔ مجھے آپ کی والدہ کے انتقال پر بہت دکھ ہے۔" آیان نے دکھ بھرے لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ میں کچھ بولتا وہ پھر بولا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھے پہچان چکے ہیں مگر نام لینے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس مجھے آنکھوں کے اشارے سے بتا دیں کہ اس گوپی کشن نے آپ پر نگرانی کے لئے کسے مقرر کیا ہے۔" آیان نے مخصوص انداز میں میرے ہاتھ کو دباتے ہوئے کہا۔

مجھے اس کی باتوں پر بڑی حیرت ہوئی مگر پھر بھی احتیاطاً میں نے اس کا نام نہیں لیا

"آپ کی تشریف آوری کا شکریہ۔ میں تو سمجھا تھا کہ شاید اب آپ سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔" میں نے جواب دیا اور پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

آیان نے فوراً ہی اوپر نہیں دیکھا بلکہ سر جھکا کر کچھ پڑھنے لگا۔ میں نے بھی سر جھکا لیا اور سپارہ پڑھنے لگا مگر کن انکھیوں سے میں اسی کو دیکھ رہا تھا۔ آیان نے غیر محسوس انداز میں اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔

اس وقت آسمان پر بس وہی ایک پرندہ ہی اڑ رہا تھا اور مسلسل ایک ہی جگہ پر چکر لگائی جا رہا تھا۔ اس پرندے کو دیکھتے ہی میں نے آیان کی پیشانی پر شکنیں پڑتی دیکھیں۔ پھر اس نے سر جھکا لیا اور بدستور پڑھائی کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے مجھے سپارے اکٹھے کرنے کا اشارہ کیا۔ یہ اس بات کی علامت تھا کہ وہ ختم شروع کرنا چاہ رہے تھے۔ میں نے اٹھ کر تمام احباب سے آہستہ آہستہ قرآن شریف کے سپارے وصول کرنے شروع کر دیے۔ کچھ ہی دیر میں ختم کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

شاہ جی نے ختم مکمل کرنے کے بعد بڑی ہی رکت آمیز دعا کروائی

جس نے میرے آنکھیں پھر نم کر دیں۔ اس کے بعد بابا نے ایک ساتھی کی مدد سے کھانا لگانا شروع کر دیا۔ میں نے بھی آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ کھانا ختم کر کے تمام احباب آہستہ آہستہ بابا سے اجازت لے کر واپس جانے لگے۔ آخر میں آیان ہی رہ گیا۔ رخصت ہونے کے سے انداز میں وہ میرے پاس آیا۔

''اچھا میں چلتا ہوں۔ آپ فارغ ہو کر اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جائے۔ ہمیں تیزی سے نکلنا ہوگا تاکہ ہم ان کو چکما دیں سکیں۔'' اس نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور پھر مجھ سے ہاتھ ملا کر ایک طرف کو چل پڑا۔

بابا نے حیرت سے اس کیطرف دیکھا اور پھر سر جھٹکتے ہوئے سامان سمیٹنے لگے۔ میں بھی ان کے ساتھ لگ گیا۔ اور پھر جیسے ہی آخری دری اٹھائی۔ میں نے بابا کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

"بابا!۔۔۔ہماری مشکل ابھی کم نہیں ہوئی۔مجھے ابھی جانا ہوگا۔کب واپس آسکوں کچھ کہہ نہیں سکتا۔بس آپ دعا کیجئے گا۔" میں نے گلوگیر لہجے میں کہا۔بابا نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر زور سے بھینچ کر رو پڑے۔میرا دل بھی اداس ہوگیا۔مگر مجھے جانا تھا۔آہستہ سے ان کو اپنے سے الگ کرکے میں چھت کی سیڑھیوں کی طرف چل پڑا۔آیان کے آنے سے مجھے کچھ ڈھارس ہوگئی۔میرا دل مجھے کہتا تھا کہ وہ ضرور میری مدد کو آیا ہے۔جیسے ہی میں سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر پہنچا میں نے اسی پرندے کو تیزی سے نیچے کی طرف آتے دیکھا۔ایک دم میرا دل بیٹھنے لگا۔اگر آیان کو دیر ہوگئی تو؟

ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسی پرندے نے بجلی کی سی تیزی میرے طرف غوطہ لگایا۔وہ اس قدر تیز رفتاری سے نیچے کی طرف آیا تھا کہ پلک جھپکنے کی سی دیر میں وہ میرے سر پر تھا جیسے ہی اس نے مجھے

منہ میں دبانے کے لیے منہ کھولا اچانک ایک زوردار دھپ کی آواز
کے ساتھ وہ اوندھے منہ چھت کے فرش پر آ گرا۔ میں نے چونک
کر اسے دیکھا مگر اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتا اچانک کسی نے مجھے
پکڑا اور تیزی سے آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ یہ آیان تھا۔ اسی
نے کسی طرح اس پرندے کو مار گرایا تھا اور اب مجھے لئے ہوا میں اڑ رہا
تھا۔ بہت زیادہ اونچائی پر پہنچ کر وہ تیزی سے مغربی سمت چل
پڑا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ اچانک میں نے اپنے پیچھے کچھ
آوازیں سنیں۔ مڑ کر دیکھا تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ وہی پرندہ
ہمارے بالکل پیچھے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر اڑ رہا تھا۔ اس کی
رفتار کسی طور بھی آیان سے کم نہ تھی۔ میں نے آیان کی توجہ اس طرف
دلائی۔ آیان کو شاید پہلے سے ہی اس کا علم تھا کیونکہ نہ ہی اس نے مڑ
کر پیچھے دیکھا اور نہ ہی اس کے چہرے پر کوئی پریشانی کے آثار نمایاں

ہوئے۔ بس وہ تیزی سے ایک طرف کو اڑے جا رہا تھا۔ کچھ دیر تک ہم یونہی سفر کرتے رہے اور پھر اچانک آیان نے تیزی سے نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔ میں نے دیکھا کہ ہم ایک پہاڑی علاقے میں تھے اور ارد گرد چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ آیان نے ایک پہاڑی کا انتخاب کر کے مجھے وہاں اتار دیا۔ زمین پر پاؤں لگتے ہی میں نے اس پرندے کی تلاش میں نظریں گھمائیں تو وہ مجھے کچھ ہی فاصلے پر ہوا میں چکر لگاتا نظر آیا۔

"آقا!۔ آپ یہاں آرام کریں میں ذرا اس طرام کی خبر لے کر آتا ہوں" آیان نے اس پرندے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ اس پرندے کو طرام کہتے ہیں۔

مجھے چھوڑ کر آیان جیسے ہی ہوا میں بلند ہوا اس طرام پرندے نے فوراً اس پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اتنا اچانک اور تیزی سے ہوا کہ آیان سنبھل نہ

پایا۔ طرام پرندے نے آیان کو اپنے پنجوں میں جکڑ لیا اور پھر اپنی چونچ سے اس پر وار کرنے لگا۔ آیان اس کے ہر وار کو اپنے ہاتھوں کی ڈھال بنا کر روک رہا تھا۔ اتنے میں طرام پرندے نے آیان کو پوری قوت سے اسی پہاڑی پر دے مارا جس پر میں اترا تھا۔ آیان بہت زور سے اس پہاڑی کی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرایا۔ کچھ دیر بے سدھ پڑا رہنے کے بعد وہ آہستہ سے اٹھ ہی رہا تھا کہ اچانک طرام پرندے نے جھپٹ کر اسے اپنی چونچ میں اٹھایا اور پلک جھپکتے ہی سیدھا آسمان کی طرف لے اڑا۔ میں اس کو دیکھ رہا تھا کہ وہ سیدھا آسمان ہی کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اور پھر میں نے محسوس کیا کہ آیان کا دور جاتا چھوٹا ہوتا ہوا جسم ایک دم بڑا ہونے لگا۔ یقیناً وہ واپس آ رہا تھا۔ اور پھر اس کے تیور سے میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ وہ اس تیز رفتاری سے نیچے آ رہا تھا اور مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا منصوبہ آیان

کواسی تیز رفتار سے پہاڑی پر پٹخنے کا تھا۔ اس بات کا احساس کر کے میرے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ اگر اس نے آیان کو پٹخ دیا تو کیا وہ دوبارہ اٹھ سکے گا؟ یقیناً طرام پرندہ آیان سے زیادہ طاقتور تھا۔ اچانک مجھے آیت کریمہ کا خیال آیا۔ اور پھر میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے اونچی آواز میں آیت کریمہ کا ورد کرنے لگا۔ اس کی طاقت تو میں حویلی میں پہلے سے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لئے پورے اعتماد کے ساتھ میں یہ ورد کر رہا تھا اور میری نظریں تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے طرام پر تھیں۔ میرے دل کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح سے یہ طرام پرندہ رک جائے۔ جیسے ہی طرام پرندہ مجھ سے تقریباً پچاس فٹ کی بلندی پر پہنچا اس کے جسم کو ایک تیز جھٹکا لگا اور وہ اسی جگہ ہوا میں معلق ہو گیا۔ اس تیز جھٹکے کی وجہ سے آیان اس کی چونچ سے پھسل کر آزاد ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ طرام پرندہ کچھ

کرتا آیان نے اس معلق طرام پرندے کو اس کی تانگوں سے پکڑا اور کسی تنکے کی طرح زور سے اٹھا کر پہاڑی کی طرف دے مارا۔ طرام پرندہ ایک جھٹکے سے پہاڑی کی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرایا۔ ابھی وہ سنبھلا بھی نہیں تھا کہ آیان نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے آ کر دوبارہ اسے تانگوں سے پکڑ لیا۔ اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اسے دو تین بار اپنے سر پر سے گھما کر زور سے چٹانوں سے ٹکرایا طرام پرندے کے سارے کس بیل نکل گئے تھے اور پھر آیان نے ایک زوردار چیخ کے ساتھ اس کے دونوں تانگوں کو ایک ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسے درمیان سے چیر دیا۔ طرام پرندے کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور پھر اس کے جسم کے دونوں حصے پھڑ پھڑاتے ہوئے پہاڑی سے نیچے جا گرے۔ یہ بڑا ہی دہشت ناک منظر تھا۔ ایک لمحے کے لیے میں گم صم سا ہو گیا۔ اتنے میں آیان میرے پاس آ کر ہانپنے

لگا۔ مجھے اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے مجھے اٹھایا اور پھر تیزی سے ان پہاڑیوں میں گھومنے لگا۔ مجھے اس کی پرواز سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔ پھر اس نے مجھے نسبتاً ایک ہموار سطح پر اتار کر بولا۔

”آقا مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ بغیر میرے اجازت کا انتظار کیے تیزی سے آسمان کی طرف بلند ہوا اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح ایک طرف کو غائب ہو گیا۔ میں وہاں اس ویرانے میں اکیلا کھڑا رہ گیا۔ تاہم مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ میری جان اس طرام پرندے سے چھوٹی اور بظاہر میں گوپی کشن کی قید سے بھی اپنے آپ کو رہا ہی محسوس کر رہا تھا کیونکہ گوپی کشن کی قید کی نشانی وہ طرام پرندہ ہی تھا جو اب ہلاک ہو چکا تھا۔ مگر مجھے اس بات کی بھی حیرانی تھی کہ میں نے تو آیان جن کو آزاد

کر دیا تھا پھر وہ واپس کیوں آیا۔شاید وہ میرا احسان مند تھا اور اسی لیے میری جان بچانے آگیا تھا۔بہر حال اصل بات تو وہ خود ہی بتا سکتا تھا مگر افسوس وہ یہاں موجود نہیں تھا کہ میرے سوالوں کا جواب دے سکتا۔شاید وہ اپنا علاج کروانے اپنے حکیم والد کے پاس گیا تھا۔میں نے اندازہ لگایا۔

میں تقریباً آدھے گھنٹے تک اس ویرانے میں ایسے ہی گھومتا رہا اور پھر میں نے آیان کو اپنے پاس دیکھا۔

"آقا!۔۔میں معذرت چاہتا ہوں کہ اپنے زخموں کی وجہ سے آپ کو اس طرح چھوڑ کر بھاگ گیا۔" آیان نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں!۔۔تم اب کیسے ہو؟" میں نے فکر مندی سے پوچھا۔

"آقا!۔۔۔میں اب ٹھیک ہوں۔ مجھے اندرونی چوٹ آئی ہے۔ میرے بابا نے علاج کر دیا ہے اور مرہم بھی لگا دی ہے۔ امید ہے کچھ عرصے میں یہ اندرونی چوٹ بھی جاتی رہے گی۔" آیان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ میں نے تو تمہیں آزاد کر دیا تھا پھر تم واپس کیوں آئے؟" میں نے وہ سوال کر دیا جو کافی دیر سے میرے ذہن میں مچل رہا تھا۔

"آقا!۔۔۔مجھے آپ کی حقیقت کا علم نہیں تھا۔ جیسے ہی مجھے آپ کے بارے میں بتایا گیا۔ مجھے آپ کو چھوڑنے کا بہت دکھ ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی بڑے نقصان سے پہلے میں آپ کو بچانے میں کامیاب ہو گیا ورنہ میں اپنے آپ کو شاید کبھی معاف نہ کر پاتا۔" آیان نے مودبانہ لہجہ میں کہا۔

''کونسی حقیقت؟'' میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

''یہی کہ آپ ہی وہ ھادی ہیں جنہوں کا انتظار ہم جنات ایک صدی سے کررہے تھے۔'' آیان کے لہجے میں بڑی عقیدت تھی۔

''میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔'' میں نے اسی حیرت سے کہا۔ مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

''آقا!۔۔۔ میں آپ کو سمجھا نہیں پارہا ہوں۔ بس یہ سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں جنات میں کچھ روایات مشہور ہیں کہ ایک ھادی آئے گا جو ہمارے دکھوں کا مداوا کرے گا اور ہمیں اس ظالم بادشاہ سے نجات دلائے گا۔ اور مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ آپ ہی وہ ھادی ہیں۔ اس لیے یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے آپ کا ساتھ نصیب ہورہا ہے۔'' آیان نے اسی عقیدت سے کہا اور میں حیرت سے اس کو تکے جارہا تھا۔

"تم کو کس نے یہ بتایا ہے؟" میں نے پوچھا

"عظیم شوالہ کی روح نے" آیان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ روح تم کو کہاں ملی" میں نے مزید حیرت سے پوچھا۔ کیونکہ اس سے پہلے میں گوپی جن کے منہ سے سن چکا تھا کہ سہراب جن کے ساتھ عظیم شوالہ کو بھی میری وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔

"آقا!۔۔۔ جیسے ہی میں آپ کو چھوڑ کر واپس گیا تو مجھے عظیم شوالہ کی روح نے اپنا دیدار کروایا۔ کیونکہ میں نے انکو اپنی ہوش ہی میں دیکھا ہوا ہے اس لئے فوراً پہچان گیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے آپ کو چھوڑ کر اچھا نہیں کیا۔ مجھے یہ ڈیوٹی دی گئی تھی کہ آخری دم تک آپ کی حفاظت کروں مگر میں درمیان میں ہی آپ کو چھوڑ آیا۔ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ وہی ھادی ہیں جن کا انتظار ہم جنات ایک

صدی سے کر رہے ہیں۔ بس یہ سن کر میں واپس پلٹ آیا۔ مگر آپ کو
پوری زمین پر نہ پا کر میں بڑا پریشان ہوا۔ میں دیوانوں کی طرح
آپ کو ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک میں نے آپ کو اپنی والدہ کے رسم قل
پر دیکھتے ہوئے پایا۔ چونکہ آپ کچھ وقت پہلے اس پوری زمین پر نہیں
تھے اس لئے میں سمجھ گیا کہ آپ کو گوپی کشن نے آسمانوں میں کہیں قید
کیا ہوگا۔ یہ ایک حیرت کی بات تھی کہ اس نے آپ کو واپس کیسے آنے
دیا مگر مجھے اندازہ تھا کہ اس کا کوئی نہ کوئی چیلہ ضرور آپ کی نگرانی کر
رہا ہوگا۔ اور وہی ہوا۔ اس نے طرام کو آپ کی نگرانی پر لگایا تھا۔ مگر خدا
کی مدد سے میں نے اس طرام سے جان چھڑا لی۔ اب ہم اتنی دور
ہیں کہ گوپی کشن کا کوئی عمل اسے ہمارے بارے میں معلومات نہیں
دے سکتا۔ بس ایک بات کہ سمجھ نہیں آرہی۔" آیان نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"کیا" میں جو اپنی سوچوں میں گم تھا بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"جب طرام مجھے لیے تیزی سے چٹان کی طرف آرہا تھا تو اچانک وہ ایک جھٹکے سے رک گیا تھا۔ نہ صرف رک گیا تھا بلکہ اسے ایک زوردار جھٹکا بھی لگا تھا۔ جس سے میں اس کی گرفت سے چھوٹ گیا ورنہ وہ یقیناً مجھے چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش کر دیتا۔" آیان نے اپنی حیرت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آیت کریمہ کا کرشمہ تھا جو میں نے اتفاق سے پڑھنا شروع کر دی تھی۔ یہی وہ طاقت تھی جس سے مجبور ہو کر گوپی کشن کو مجھے اپنی والدہ کی رسم قل پر بھجوانا پڑا تھا۔" میں نے اصل بات بتاتے ہوئے کہا۔

آیان نے یوں سر ہلایا جیسے اب وہ ساری بات سمجھ گیا ہو۔

"آقا! ۔۔۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے بروقت یہ عمل کر

کہ مجھے ایک یقینی موت سے بچایا۔" آیان نے ممنوعیت سے کہا۔

"نہیں آیان!۔۔۔ شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہیے جوان سب خطرات کے باوجود تم واپس میری مدد کے لئے آ گئے۔" میں نے اس کے جذبہ احسان کو سراہتے ہوئے کہا۔

"آقا!۔۔۔ آپ عظیم ہیں اور واقعی ھادی کے درجے پر فائز ہیں۔" آیان نے عقیدت مندی سے کہا۔"میرے لیے اب کیا حکم ہے؟"

میں سوچ میں پڑ گیا کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے۔ واپس تو میں جا نہیں سکتا کیونکہ گوپی کشن ہمارے راہ دیکھ رہا ہو گا۔ پھر اب کدھر جائیں۔ آیان نے جو کہانی سنائی تھی میرے ھادی ہونے کی وہ بھی عجیب پر اسراری تھی۔ اگر واقعی شوالہ کی روح اس کو ملی تھی تو وہ مجھے کیوں نہیں ملتی۔ یہ سوچتے ہی اچانک مجھے وہی خواب یاد آ گیا۔ اوہ۔۔ کہیں وہ بزرگ ہی تو عظیم شوالہ نہیں جو کئی بار خواب میں آ کر مجھے یاد دہانی کروا

چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے وہ والا خواب بھی یاد آ گیا جو حوائی حویلی میں میں نے دیکھا تھا۔

"آیان مجھے عظیم شوالہ کا حلیہ بتاؤ۔" میں نے آیان سے سوال کر دیا۔

"آقا!۔۔ بہت ہی نیک اور نورانی چہرہ ہے ان کا۔ اتنی لمبی داڑھی کے ناف تک آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔" آیان نے تفصیل بتاتے ہوئے میرے شبہے کی تصدیق کر دی۔ تو وہی عظیم شوالہ ہیں جو مجھے خواب میں ملتے تھے۔ فوراً ہی مجھے ان کی ہدایت کا خیال آ گیا۔

"اچھا یہ بتاؤ۔۔۔ یہ جاڑوں کی بستی کہاں پر ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"آقا!۔۔۔ یہ مشرق سولومن کی سرحد کے قریب ہے اور آپ کی دنیا کے اعتبار سے یہ تبت کے پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع ایک

چھوٹی سی بستی ہے۔ یہاں کی خاص بات یہ ہے کہ وہاں بسنے والے سب کے سب ہی سلطنت سولومن کے باسی ہیں یعنی جادو کی دنیا کے لوگ ہیں مگر وہ عام زندگی بھی بسر کر رہے ہیں۔" آیان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا مگر اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا وہاں کوئی بابا فتح محمد بھی ہے؟" میں نے پوچھا

"مجھے علم نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں معلوم کر کے آؤں؟" آیان نے فوراً جواب دیا۔

"نہیں بلکہ تم مجھے وہاں لے چلو۔" میں نے فوراً کہا۔

"ابھی لیجیے۔" آیان نے فوراً کہا۔ اور پھر جھٹ سے مجھے اٹھا کر آسمانوں میں تیرنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں اس نے اپنی رفتار کچھ دھیمی رکھی تھی۔ اس طرح ہوا میں اڑنے میں لطف محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے آیان سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات جو تم آہستہ چل رہے ہو؟ پہلے تو ہمیشہ تم تیزی سے منزل پر پہنچ جاتے تھے۔" میں نے دوستانہ انداز میں سوال کیا۔

"آقا!۔۔پہلے کی بات اور تھی۔ وہ تو ایک طرح سے ڈیوٹی ہوتی تھی جو ہم جنوں کو آدم زادوں کی غلامی میں مجبوراً دینی پڑتی ہے۔" آیان نے بھی دوستانہ انداز بھانپ کر اسی انداز میں جواب دیا۔ "ہم کیا کریں جب کوئی ہمیں غلام بنا لیتا ہے تو ہماری آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ آپ خود ہی بتائیں کہ کیا آپ کسی کی غلامی خوشی سے پسند کریں گے؟ یقیناً نہیں۔ ہاں اب میں اپنی خوشی سے آپ کے ساتھ آپ کی غلامی میں ہوں۔ یہ میرے لئے ایک اعزاز کی بات ہے کہ میں آپ کے کسی کام آ رہا ہوں ورنہ تو اب ساری جناتی قوم آپ کے احسان کی منتظر ہے۔" آیان نے ایک دم عقیدت مندانہ لہجے میں کہا اور میں پھر خیالات میں الجھ گیا۔

"میں تو کچھ بھی نہیں ہوں پتہ نہیں تم مجھے کیا بنائے جا رہے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا اور آیان بھی آہستہ سے ہنس پڑا۔

"یہ تو وقت ہی بتائیگا آقا!۔۔۔ عظیم شوالہ کو میں نے کبھی بھی جھوٹ بولتے نہیں سنا۔" آیان کا لہجہ بدستور عقیدت مندانہ تھا۔

اس سے پہلے کے میں کوئی اور سوال کرتا۔ آیان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آقا!۔۔۔ یہ ہے جاڑوں کی بستی۔" آیان کی اشارہ اس طرف تھا جہاں مجھے برف سے ڈھکے پہاڑ ہی پہاڑ نظر آرہے تھے۔ پھر اس نے ایک غوطہ لگایا اور ان پہاڑوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ایک وادی میں داخل ہوگیا۔ اس وادی میں دور ہی سے ایک بستی کے آثار نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔ آیان نے وادی سے تھوڑا پہلے ہی مجھے نیچے اتار دیا تا کہ بستی کے لوگ ہمیں اڑتا دیکھ کر حیران نہ ہوں۔ میں چلتا

ہوا بستی میں داخل ہو گیا۔ عجیب سے جھونپڑی ٹائپ کے گھر بنے
ہوئے تھے۔ سب سے پہلی چیز جو میں نے دیکھی وہ بہت ہی عجیب
تھی۔ ایک جھونپڑی کے باہر ایک چھ سات سال کا لڑکا ایک غبارے
کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ وہ اس غبارے کو ہاتھ بھی
نہیں لگا رہا تھا مگر وہ ایسے اوپر کی طرف اٹھتا تھا جیسے کسی نے اسے
نیچے سے ہاتھ مارا ہو۔ غبارہ نیچے سے اوپر کی طرف جاتا اور پھر آہستہ
آہستہ واپس نیچے کی طرف آتا اور ایک خاص مقام تک پہنچ کر ایک دم
پھر واپس اوپر کی طرف چلا جاتا جیسے کہ عموماً بچے اپنا ہاتھ مار کر اسے
اوپر اچھال دیتے ہیں۔ وہ لڑکا ہاتھ تو نہیں ہلا رہا تھا مگر اپنے غبارے کو
بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو
اس کی توجہ میری طرف ہو گئی۔ وہ مجھے اجنبی نظروں سے دیکھ رہا
تھا۔ یقیناً میں اس کے لیے اجنبی ہی تھا۔ اس بار جب اس کا غبارہ

نیچے آیا تو واپس نہیں اچھلا بلکہ آہستہ آہستہ مزید نیچے جاتے ہوئے زمین پر گر پڑا۔ مجھے محسوس ہوا کہ شاید میری وجہ سے اس بچے نے اپنا کھیل بند کر دیا تھا۔ میں تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

کچھ جھونپڑیاں پار کر کے میں ایک ایسی جگہ پہنچا جو دیکھنے میں بازار کی طرح تھی اور کچھ لوگ دوکانیں لگا کر کچھ بیچ رہے تھے۔ میں ایک دوکان میں داخل ہو گیا۔ ایک ادھیڑ عمر کا شخص کوٹ اور جرسی وغیرہ بیچ رہا تھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر پوچھا۔

"بھائی معاف کرنا!۔۔۔ مجھے فتح محمد سے ملنا ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور پھر کسی نامعلوم زبان میں کچھ کہا۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔

"لگتا ہے ہماری زبانیں مختلف ہیں۔" میں نے پھر کہا۔ اس بار اس نے غور سے میرے آنکھوں میں دیکھا۔ مجھے اس کی آنکھیں بڑی

عجیب سی لگی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ میری آنکھوں کے راستے میرے دماغ کی تہوں تک اتر رہی تھیں۔ اور پھر اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس آدمی نے کچھ کہا ہے مگر میں سن نہ سکا اور حیرت کی بات تھی کہ اس کے ہونٹ بھی حرکت نہیں کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں پھر ویسا ہی ہوا اور اب کی بار میں صاف طور پر سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''فتح محمد نام کا کوئی شخص اسی بستی میں نہیں رہتا۔'' اس کے ہونٹ اب بھی حرکت نہیں کر رہے تھے۔ یہ بہت حیرت کی بات تھی۔ مگر میں نے اب حیران ہونا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ آیان نے مجھے بتا دیا تھا کہ یہاں پر موجود ہر شخص سلطنت سولومن کا باسی ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ ہر شخص جادوگر ہے۔

''مگر مجھے تو ان کا پتا یہی بتایا گیا تھا۔ اور شاید آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب کوئی جادوں کی بستی میں کسی شخص کا پتہ بتائے تو وہ غلط نہیں ہو

سکتا۔" میں نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

اس بار اس نے کچھ دیر سوچنے میں لگائی۔ پھر اس نے دوبارہ سے نام پوچھا۔

"بابا فتح محمد" اس بار میں نے مکمل طور پر وہی نام لے دیا جو مجھے عظیم شوال کی روح نے بتایا تھا۔ اس سے پہلے میں نے صرف فتح محمد نام کے طور پر ہی بتایا تھا۔ اس بار پورا نام سن کر وہ ایک دم چونک پڑا۔

"بابا فتح؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ "وہ جو مسلمان ہے؟"

"ہاں ہاں!۔۔۔ آپ مجھے ان کا ایڈریس سمجھا دیں۔" مجھے لگا کہ وہ کسی بندے تک پہنچ گیا ہے۔ شاید وہ لوگ مسلمان نہیں تھے اس لئے بابا فتح محمد کو صرف بابا فتح کے نام سے ہی جانتے تھے۔ چونکہ میں نے فتح محمد کہا تھا اس لئے وہ سمجھ نہ سکا کہ میں کس کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے اسی انداز میں بغیر اپنے ہونٹ ہلائے مجھے راستہ سمجھا دیا۔ یہ ایک دلچسپ طریقہ تھا بات چیت کا۔ بہر حال اس سے پتہ سمجھ کر میں باہر نکل آیا اور اسی کے مطابق چل پڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں، میں اس جھونپڑی کے سامنے تھا جہاں اس دوکاندار کی معلومات کے مطابق بابا فتح محمد رہتا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔ جواب میں اندر سے پھر کسی اجنبی زبان میں کچھ پوچھا گیا۔

"مجھے بابا فتح محمد سے ملنا ہے۔" میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"کون ہو اور کہاں سے آئے ہو" اچانک اندر سے اردو زبان میں پوچھا گیا۔

"جی مجھے کسی نے بھیجا ہے کہ میں جا کر بابا فتح محمد سے مل لوں۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے بابا فتح محمد سے ملوا دیں" میں نے پھر اپنی بات

دہراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ میں کیا بتاتا کہ میں ایک خواب دیکھ کر یہاں آیا ہوں۔

چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا۔ ایک بوڑھا مگر چست و توانا بزرگ جن کے چہرے پر کھچڑی داڑھی بھی تھی باہر نکل آئے۔

"کون ہو بھئی۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا۔" اسی بزرگ نے پھر پوچھا۔ مگر یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ ان کے ہونٹ ہل رہے تھے۔

"بابا جی!۔۔۔ بات تو حیرت کی ہی ہے کہ ایک بزرگ نے مجھے خواب میں آپ کے پاس جانے کا پیغام دیا ہے۔ مجھے شک ہے کہ وہ بزرگ عظیم شوالہ ہے اگر آپ ان کو جانتے ہوں۔" میں نے کچھ الجھے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اپنا تعارف کیسے کراؤں۔

وہ بزرگ عظیم شوالہ کے نام پر ایک دم چونک پڑے۔ پھر انہوں نے

غور سے میری طرف دیکھا اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

''آ سلیمان!۔۔۔ میرے بیٹے۔۔۔ میرے گلے سے لگ جا۔ میں بہت ترسا ہوں تجھے اپنے سینے سے لگانے کو۔ تم تو بالکل اپنے باپ کی صورت کے ہو۔'' انہوں نے اپنی بانہیں کھولتے ہوئے مجھے کہا اور میں ان کی آواز میں موجود خلوص سے مجبور ہو کر ان کے سینے سے جا لگا۔

''بابا جی!۔۔۔ مجھے کچھ اپنے اور خود میرے بارے میں بتائیں۔ میں مکمل طور پر لاعلم ہوں۔ اس لئے آپ کو اس وقت پہچان نہیں سکتا۔'' میں نے بے چارگی سے کہا۔ ان کے خلوص سے لگ رہا تھا کہ شاید وہ میرے کوئی رشتہ دار ہیں۔

''بیٹا!۔۔۔ میں تیرے باپ کا چچا ہوں۔ اس رشتے سے میں تیرا

دادا لگا۔" انہوں نے اس بار نم آنکھوں کے باوجود مسکراتے ہوئے کہا۔

"دادا جی! مجھے بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ مجھے میرے والد صاحب کے بارے میں کچھ بتایئے۔" میں نے کسی اندرونی خوشی سے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے مجھے پہلی بار کوئی ایسا ملا تھا جو میرے ہی خاندان سے تھا۔

"آ اندر چلا آ۔ سب کچھ بتاتا ہوں۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور میں ان کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ جھونپڑی کچھ خاص نہیں تھی۔ ایک چارپائی، کچھ برتن اور کھانے کا کچھ سامان پڑا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک موڑھے نما سٹول پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں خاموشی سے اس پر بیٹھ گیا۔ تھا تو وہ عجیب سے سٹول مگر آرام دہ تھا یا شاید میں ہی کچھ تھکا ہوا تھا۔

"بولو بیٹا!۔۔۔کیا کھاؤ گے۔اتنے عرصے کے بعد مل رہے ہو پہلے کچھ کھا لو پھر باتیں کریں گے۔" دادا جی آواز میں پیار کی مٹھاس تھی۔

"دادا جی!۔۔۔مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے بس اپنے بارے میں جلد سے جلد جاننے کی پیاس ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جواب میں وہ بھی مسکرا پڑے۔ پھر وہ چند لمحوں کے لئے اٹھ کر ایک نکڑ پر گئے اور وہاں کسی الماری نما جگہ سے ایک گلاس نکال کر لائے اور میری طرف بڑھا دیا۔

وہ گلاس میٹھے مالٹوں کا تازہ رس تھا۔ اتنا لذیذ رس جو میں نے شاید پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

"واہ دادا جی!۔۔۔مزہ آ گیا۔ یہاں مالٹے بہت اچھے ذائقے کے ہوتے ہیں۔"

انہوں نے میری طرف دیکھا اور پھر مسکرانے لگے۔

"بیٹا!۔۔۔ یہ تمہارے ہی علاقے کے مالٹے ہیں۔" انہوں نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور میں حیرت میں ڈوب گیا کہ اتنا تازہ رس اتنی دور کیسے پہنچ گیا۔ بہرحال مجھے اندازہ تھا کہ یہ جگہ اسراروں کی جگہ ہے اس لئے یہاں سب کچھ ممکن ہے۔ دادا جی مجھ سے پھر مخاطب ہوئے۔

"بیٹا!۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے بارے میں اور موجودہ حالات کے بارے میں جاننے کے لئے بہت بے قرار ہو۔ مگر کیا ہی اچھا ہو کہ تم پہلے مجھے اپنے بارے میں بتا دو۔ تاکہ میں پھر اسی ترتیب سے تمہارے سوالوں کا جواب دے سکوں۔" دادا جی کا لہجہ اس بار کافی سنجیدہ تھا۔ جواب میں، میں نے اپنی ساری رام کہانی مختصر الفاظ میں ان کے گوش گزار کر دی۔ میری کہانی سن کر وہ کچھ دیر سوچ میں

ڈوبے رہے اور پھر کہنے لگے۔

"پہلی بات تو یہ اس جان لو کہ تم میرے بھتیجے ارمغان کے بیٹے ہو۔ وہ ارمغان جس کے نام سے پوری سلطنت سولومن واقف ہے۔ وہ اپنے علم اور قوت میں یکتا تھا۔ ارمغان کا خاندان یعنی میرے بڑے بھائی صاحب اپنے دور میں شہنشاہ کے خاص مشیر رہے ہیں۔ علم و ہنر میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا اور نہ آج تک کوئی پیدا ہوا ہے۔ تمہاری ماں کا نام طرابہ تھا اور وہ سلطنت سولومن کے ایک بہادر سپہ سالار بہرام خاں کی بیٹی تھی۔ اس لحاظ سے یہ سمجھ لو کہ تم سلطنت سولومن کے ایک نہایت ہی اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہو۔ مگر افسوس کہ تمہاری پرورش شہنشاہوں کی بجائے ایک عام انسان کی طرح ہوئی۔" دادا جی نے فخریہ لہجے میں مجھے میرے خاندان کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔ پھر کچھ دیر وقفہ لینے کے بعد پھر گویا ہوئے۔

"تمہارے دادا جی یعنی میرے بڑے بھائی زمرد خان، کو کسی نے جوانی عمر میں ہی سازش کر کے قتل کروا دیا تھا۔ اس وقت ارمغان صرف تین سال کا تھا۔ زمرد خان کی موت کے بعد ارمغان کی پرورش کا ذمہ زمرد خان کے بہت ہی قریبی دوست شوالہ نے لے لیا۔ یہ عظیم شوالہ وہی ہیں جو تم کو اکثر خواب میں نظر آتے ہیں۔ تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ شوالہ کو عظیم شوالہ کیوں کہتے ہیں۔ جس طرح ہماری اس ظاہری دنیا میں مختلف کارناموں کے انعام کے طور پر مختلف میڈل اور تمغے دیے جاتے ہیں۔ اسی طرف سلطنت سولومن میں بھی بڑے بڑے کام کرنے والوں کو عظیم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی اعزاز کی بات ہے۔ عظیم شوالہ نے ایک جنگ میں ایک بڑا معرکہ سر کیا تھا اس لئے انہیں یہ خطاب دیا گیا۔ اس کی تفصیل ایک الگ کہانی ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اٹھ کر اسی الماری نما

چیز کے پاس گئے۔ میں اسے الماری نما چیز اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ اس کا پٹ اسی طرح ہی کھلتا تھا جیسے ہم الماری کھولتے ہیں مگر باہر سے وہ بالکل الماری معلوم نہیں ہوتی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی نے کچھ کپڑے کھونٹی سے لٹکائے ہوئے ہوں۔ اس بستی کی ہر بات ہی نرالی تھی۔ بہر حال اس بار وہ پلٹ کر آئے تو پھر ان کے ہاتھ میں ایک جوس کا گلاس تھا۔ وہ گلاس انہوں نے میری طرف بڑھا دیا اور میں مزے لے لے کر اسے پینے لگا۔

''وقت کے ساتھ ساتھ تمہارے والد ارمغان اور عظیم شوالہ کا رشتہ استاد شاگرد کا روپ دھار گیا۔'' دادا جی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''ارمغان کو نئے نئے علوم سیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ اور عظیم شوالہ بہت سے علوم میں ماہر تھے۔ اس لیے دونوں کی خوب بنتی تھی۔ تاہم وہ اپنے معاملات سے دوسروں کو جن میں، میں بھی شامل تھا کم

ہی باخبر رکھتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اگر زندگی میں کبھی اس نے میرے سے کوئی اپنی ذاتی بات کی تھی تو وہ اس کی طراب کے ساتھ محبت تھی۔ میں نے ہی بہرام خان سے بات کر کے تمہارے ماں باپ کی شادی کروائی تھی۔ لیکن پھر کچھ عرصہ بعد ہی عجیب سی باتیں شروع ہو گئیں۔ تم ابھی طراب کی کوکھ میں ہے تھے کہ دونوں میاں بیوی اچانک بغیر کسی کو بتائے کہیں چلے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد شہنشاہ نے مشہور کروادیا کہ ارمغان نے سلطنت سولومن سے غداری کی جس کی سزا کے طور پر اسے قتل کر دیا گیا اور عظیم شوال نے باوجود منع کرنے کے اس کی طرفداری کی اور اسے بچانے کی کوشش کی لہذا اس جنگ کے دوران وہ بھی اپنی جان سے گئے۔ طراب تاہم کہیں روپوش ہو گئی۔" دادا جی نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ میرے والد صاحب اس دنیا میں نہیں۔

"پھر دادا جی" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"پھر کچھ عرصہ بعد ایک ویرانے میں طراب کی بھی لاش ملی۔ کسی کو کچھ نہیں پتہ کہ اس کے ساتھ کیا بیتی۔" دادا جی نے اسی طرح افسردہ لہجے میں کہا۔ "تاہم اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد تجسس سے مجبور ہو کر میں نے عظیم شوالہ کی روح سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے بس اتنا بتایا کہ طراب کے بطن میں ایک ھادی پیدا ہوا تھا۔ کچھ خاص معاملات میں خود ان سے یعنی عظیم شوالہ سے کوئی غلطی ہو گئی جس سے یہ بات باہر نکل گئی اور اسی کی پاداش میں ارمغان اور طراب کے ساتھ ساتھ عظیم شوالہ کو بھی اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ تاہم انہوں نے مجھے بتایا کہ تم خیریت سے ہو اور تمہارا نام سلیمان رکھا گیا ہے۔ تاہم تمہاری جان کی حفاظت کے پیش نظر مجھے بھی تمہارے بارے میں مزید کچھ نہیں بتایا گیا۔"

دادا جی نے تفصیل سے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"دادا جی یہ ھادی کیا ہوتا ہے؟" میں نے سوال کیا

"بیٹا!۔۔۔سلطنت سولومن کا موجودہ شہنشاہ بہت ہی ظالم ہے خصوصاً جنات پر تو ظلم کی انتہا کی ہوئی ہے حالانکہ وہ خود ایک جن ہے۔

جنات میں یہ روایت مشہور ہے کہ ایک ھادی آنے والا ہے جوان کو اس شہنشاہ کے ظلم سے نجات دلائے گا اور اس کی شہنشاہت کا اختتام کرے گا۔عظیم شوالہ کی تصدیق کے مطابق وہ تم ہو۔" دادا جی نے اس بار کچھ پرجوش لہجے میں جواب دیا۔

"مگر دادا جی مجھے تو اپنے اندر ایسی کوئی بات محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ میں تو خود ایک جن کا محتاج ہوں جو مجھے دشمنوں سے بچاتا ہے۔"

میں نے پھر الجھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا!۔۔۔وقت کا انتظار کرو۔عظیم شوالہ کو دھوکا نہیں ہو سکتا۔وقت خود ہی تم سے یہ کام کروا دے گا۔" دادا جی نے نصیحت کرنے والے

انداز میں کہا۔

"اچھا مجھے میرے والدین کے بارے میں مزید بتائیں" میں نے اشتیاق سے سوال کیا۔

"تم بالکل ارمغان کے ہم شکل ہو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"وہ ایک نیک مگر بہت ہی ذہین لڑکا تھا۔ افسوس کہ وہ اپنی جوانی میں موت کا شکار ہو گیا۔ تمہاری ماں طرابہ بھی ایک نیک لڑکی تھی اور سب سے محبت کرنے والی تھی۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ ہمارے خاندان میں کسی نے کبھی اس کے بارے میں شکایت کی ہو۔"

"دادا جی!۔۔۔ مجھے گوپی کشن سے معلوم ہوا تھا کہ طاش سرکار جو شہنشاہ کا دست راست ہے اسی نے گوپی کشن کو مجھے مارنے کا کام دیا تھا۔ اور گوپی کشن ہی نے سہراب کو قتل کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اصل دشمن یہ طاش سرکار ہی ہے۔" میں نے اپنے اندازے کی بنیاد

پر نتیجہ نکالا۔

"تم نے درست اندازہ لگایا۔ طالش جنات کی تاریخ کا طاقتور ترین جن ہے۔ پتہ نہیں اس نے اتنی ساری طاقتیں کہاں سے حاصل کر رکھی ہیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کے دور میں اس کے مقابلے کی کسی جن وانس میں ہمت نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ژبام شہنشاہ اس کی طاقت کے بل بوتے پر جو چاہے کر جاتا ہے۔" دادا جی نے کچھ افسردہ لہجے میں کہا۔

"دادا جی مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟" میں نے سوال کیا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ گوپی کشن تمہارے پیچھے ہے اس لئے فی الحال تو اس سے نمٹنا ہو گا۔ طالش شہنشاہ کے ساتھ آج کل مغربی سوڈان میں مصروف ہے اور مجھے اندازہ ہے کہ وہ اگلے ایک دو دن تک مصروف ہی رہے گا۔ اس لئے اس کی آمد سے پہلے ہمیں اس گوپی

کشن کا خاتمہ کرنا پڑے گا ورنہ یہ گوپی کشن ضرور طالش کو سب کچھ بتا دے گا اور ایک بار طالش کو تمہارے بارے میں خبر ہوگئی تو پھر جان بچانا بہت ہی مشکل ہوگا۔" دادا جی نے اس بار فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

"دادا جی کیا آپ اس سے نمٹ سکتے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"بیٹا!۔۔۔ مجھے عظیم شوال سے مشورہ کرنا ہوگا۔ وہ سلطنت سولومن کا سرکاری عہدہ دار ہے۔ اس کا قتل معمولی بات نہیں ہوگا اور پھر طالش اپنے جادو کے زور سے مجھ تک بھی پہنچ جائے گا۔ اس لئے کوئی اور طریقہ نکالنا پڑے گا۔ مگر تم فکر مت کرو۔ میں سب سنبھال لوں گا۔" دادا جی نے مجھے تسلی دی مگر خود ان کا لہجہ پریشان کن تھا۔

"آپ عظیم شوال سے کیسے مشورہ کریں گے؟" میں نے پھر ایک سوال کر دیا۔

"بیٹا!۔۔۔ مجھے روحوں سے بات کرنے کا عمل آتا ہے۔" دادا جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم اب ذرا آرام کرلو تب تک میں عظیم شوالہ سے مشورہ کر کے آتا ہوں۔" یہ کہتے ہی وہ اٹھے اور پھر انہوں نے میری رہنمائی ایک اندرونی حصے کی طرف کی جہاں پر ایک چارپائی اور کمبل پڑا ہوا تھا۔ اس علاقے میں سردی بہت تھی حالانکہ میں نے کافی گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے مگر پھر بھی مجھے سردی کا احساس ہو رہا تھا۔ میں چارپائی پر چڑھ کر کمبل میں گھس گیا۔ دادا جی مجھے وہیں چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ تنہائی ملتے ہی آیان مجھ سے مخاطب ہوا۔

"آقا!۔۔۔ میں نے آپ کے والد کا نام سنا ہوا ہے تاہم ہم ان کو تاجی کے نام سے جانتے ہیں۔ ان کا پورا نام جو میرے علم میں ہے وہ ارمغان تاجی تھا۔ وہ جنات کے علوم کے سب سے بڑے ماہر تھے۔

لیکن بہت ہی مخلص اور رحم دل۔ ہمیشہ مشکلات کے شکار جنوں کی مدد کرتے تھے۔ آپ ایک عظیم باپ کے بیٹے ہیں۔" آیان نے ممنوعیت بھرے انداز میں کہا۔

"آیان کیا تم کو واقعی یقین ہے کہ میں کوئی ھادی ہی ہوں۔" مجھے ابھی تک اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"ہمارے لیے عظیم شوالہ کی ہر بات حرف آخر ہے۔ اگر انہوں نے آپ کو ھادی کہا ہے تو ہمیں اس پر اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ اس وقت دن ہے رات نہیں۔" آیان نے قطعی لہجے میں کہا۔

"چلو وقت بتائے گا۔" میں نے جیسے اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم طالش جن کے بارے کیا جانتے ہو۔ کبھی تمہاری ملاقات ہوئی ہے اس سے؟" میں نے ایک خیال آتے ہی سوال

پوچھا۔

"نہیں آقا!" آیان نے جواب دیا۔ "تاہم سنا ہے کہ اس کے پاس بہت طاقت ہے۔ جیسا کہ آپ کے دادا نے بتایا کہ اس وقت تمام جنات میں وہ سب سے زیادہ طاقت ور جن ہے۔"

"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ ژبام شہنشاہ کیا ظلم کرتا ہے جو تمام جنات ھادی کا انتظار کر رہے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"آقا!۔۔۔بس نہ پوچھیے۔ جنات کو اذیتیں دے دے کر مارنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ سارا ہفتہ شہنشاہ کے کارندے شاہی قانون کی خلاف ورزی کرنے والے جنوں کی تلاش میں ہوتے ہیں اور پھر ہر منگل والے دن وہ ایک میدان لگاتا ہے جس میں وہ تمام جن جو چھوٹے موٹے جرائم میں پکڑے گئے ہوتے ہیں انکو آپس میں لڑاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو بے دردی سے مارتے ہیں۔ جو

آخری جن بچ جاتا ہے اس کو شہنشاہ خوش ہو کر آزاد کر دیتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر جرم کرنے والے جنات ایک خاص مقررہ تعداد سے کم ہوں تو شہنشاہ کے کارندے اپنی مرضی سے عام بے قصور جنوں کو پکڑ کے تعداد پوری کر دیتے ہیں۔ یہ تو اس کے مظالم میں سے صرف ایک ہی ہے۔ کبھی کبھار شہنشاہ کا دل اداس ہوتا ہے تو ایسے ہی کچھ جنات کو پکڑ کر بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے۔ جنات کا قتل ہوتے دیکھ کر وہ خوش ہو جاتا ہے اور اس کی اداسی دور ہو جاتی ہے۔ ایک ظلم جس نے حقیقت میں ناک میں دم کر رکھا ہے وہ شہنشاہ کی یہ عادت کہ وہ ہر رات ایک نئی جننی کے ساتھ سوتا ہے۔ یہ جننی کوئی بھی ہو سکتی ہے اور کہیں سے بھی پکڑ کے لائی جا سکتی ہے۔ بس شہنشاہ کی خواہش ہے کہ ایک بار کے بعد وہ اس جننی کو کبھی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اس طرح بے شمار نیک جنات کے خاندان اس شہنشاہ نے داغدار کیے

ہوئے ہیں۔" آیان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی قانون یا ادارہ ایسا نہیں جہاں شہنشاہ کے خلاف آواز اٹھائی جا سکے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں آقا!۔۔۔سلطنت سولومن میں ایسا کوئی ادارہ نہیں۔ بس شہنشاہ ہی سب کچھ ہے۔ اور درحقیقت سلطنت سولون کا بادشاہ وہی بن سکتا ہے جو بے حد طاقتور ہو۔ کوئی اور اس کے سامنے سر نہ اٹھا سکے۔ یہاں پر جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا قانون نافذ ہے۔ شہنشاہ کی اصل طاقت طالش جادوگر جن ہے۔ اس کے پاس کچھ ایسی غیبی طاقتیں ہے کہ وہ ہر اس جن یا گروہ کا پتہ چلا لیتا ہے جو بادشاہ کے خلاف کچھ کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ اور پھر شہنشاہ اس کو غداری کا لیبل لگا کر قتل کروا دیتا ہے۔ ارمغان تاجی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ شاید انہوں نے اپنی طاقتوں کی شے پر شہنشاہ کے خلاف کچھ

کرنے کی کوشش کی ہو گی۔" آیان نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

ہم باتیں کر ہی رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور دادا جی اندر داخل ہوئے۔

"خوب باتیں ہو رہی ہیں" انہوں نے چہک کر کہا۔

"جی دادا جی!۔۔۔آپ مل آئے عظیم شوالہ کی روح سے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں بیٹا!۔۔۔عظیم شوالہ نے پہلا مشورہ یہ دیا ہے کہ ہم گوپی کشن اور طالش جن سے جس حد دور رہ سکیں رہیں۔ اپنے وقت سے پہلے ان سے ٹکراؤ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ گوپی کشن یا طالش اپنے کسی بھی علم سے سلیمان کا پتہ نہیں لگا سکتے مگر وہ آیان کے ذریعے یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے آیان کو اپنے ساتھ نہ رکھا جائے صرف ضرورت پڑنے پر ہی تکلیف دی جائے۔ اس لیے آیان تم اب ہماری طرف سے آزاد ہو۔ جاؤ اور اپنے

خاندان والوں کے ساتھ وقت گزارو۔ اگر گوپی کشن یا کوئی اور تفتیش کرنے تو بتا دینا کہ سلیمان نے تمہیں آزاد کر دیا تھا۔ اور جو کچھ تم نے اس کے ساتھ کیا وہ صرف غلامی کی وجہ سے کیا۔ اس طرح تم بھی محفوظ رہو گے۔" دادا جی جو عظیم شوالہ کہ ملاقات کا حال بتا رہے تھے آخر میں آیان سے مخاطب ہو کر بولے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ سلیمان آقا!۔۔۔ آپ کو جب بھی ضرورت ہو مجھے اسی عمل سے آواز دے لیجئے گا جو میں نے آپ کو ایک بار پہلے بھی بتایا تھا۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔" آیان نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔

"ٹھیک ہے آیان!۔۔ مجھے وہ عمل یاد ہے۔ تم جاؤ اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ وقت گزارو۔" میں نے بھی دادا جی کی ہدایت کو دہراتے ہوئے کہا۔ میری یہ بات سن کر آیان چلا گیا۔

"بیٹا!۔۔۔ اب ہمیں بھی یہ جگہ چھوڑنی ہے۔" آیان کے جاتے ہی

دادا جی نے فوراً کہا۔

"کیوں دادا جی!" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"گوپی کشن یا اس کا کارندہ کسی بھی وقت یہاں پہنچنے والا ہوگا۔" دادا جی نے کہا۔ "ان کے پاس بہت سارے ایسے عملیات ہیں جن کے ذریعے وہ تمہاری نہ ہی آیان کی موجودگی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور تمہارے گم ہونے پر یقیناً گوپی کشن نے ضرور یہ عمل کیا ہوگا اس لیے وہ اس جگہ سے واقف ہو چکا ہے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے اس سے پہلے کہ وہ یہاں تک پہنچے۔ عظیم شو الانے بھی یہی ہدایت کی ہے۔"

انہوں نے چند منٹوں میں ضروری اشیاء سمیٹی اور پھر ایک چھوٹی سی گٹھڑی کے ساتھ ہم اس جھونپڑی سے چل پڑے۔ راستے میں ایک جگہ رک کر دادا جی نے کسی کو بتایا کہ وہ سعادت پور جا رہے ہیں اپنی پوتی

کے پاس۔ پھر وہ مجھے لے کر وادی کی جنوبی سمت چل پڑے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا۔ شاید تیسری یا پھر چوتھی پہاڑی تھی کہ جہاں پر دادا جی ایک غار میں داخل ہو گئے۔

"اب ہمارا قیام کچھ عرصے کے لیے یہیں پر ہو گا۔" انہوں نے کہا اور پھر باہر سے کچھ خاص قسم کی جھاڑیاں اکٹھی کر کے لے آئے۔ غار کے اندر انہوں نے آگ جلا دی۔ آگ کی تپش سے سردی کچھ کم ہوئی مگر اب بھی سرد ہوا جیسے جسم کے اندر گھسی جا رہی تھی۔

"دادا جی!۔۔۔ یہاں تو سردی بہت ہے۔ میری تو قلفی جمی جا رہی ہے۔" میں نے سردی سے کپکپاتے ہوئے کہا۔

دادا جی نے کچھ دیر سوچا اور پھر کہنے لگے۔

"میرا خیال تھا کہ شاید آگ سے کچھ افاقہ ہو مگر کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ اچھا تم ایسا کرو غار کے اندر کی جانب چلو۔" انہوں نے مجھے

کیا۔ اور میں اٹھ کر گار کے اندرونی طرف داخل ہو گیا۔ غار کے اندر ویسے تو کافی اندھیرا تھا مگر اب آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔ ایک سمت میں کچھ پتھروں کا شیڈ سا بنا ہوا تھا۔ میں وہاں پر بیٹھ گیا۔ ابھی مجھے بیٹھے کچھ ہی لمحے ہوئے تھے کہ اچانک باہر غار کے دھانے سے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز آئی۔ پھر دادا جان اندر آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک مشعل تھی۔ وہ مشعل معلوم نہیں وہ کہاں سے لائے تھے مگر اس سے ساری غار روشن ہو گئی۔

"بیٹا!۔۔۔ میں گار کا دروازہ بند کر آیا ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہاں کی سردی بہت کم ہو جائے گی۔" دادا جی نے کہا اور میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

"مگر کیسے؟ اور ہم باہر کیسے نکلے گے۔" میں نے حیرت سے سوال کیا۔

"اب ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر حیران نہ ہوا کرو۔ تم جانتے ہو کہ ہم عام انسان نہیں ہے۔" دادا جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر کچھ سوچ کر بولے۔

"مجھے تم سے کچھ اور باتیں بھی کرنی ہے جو عظیم شوالہ نے مجھے بتائی ہیں۔ مگر اس کے لئے یہاں آنا ضروری تھا۔" ان کے لہجے نے مجھے چونکا دیا۔

"کیا باتیں دادا جی" میں نے پوچھا۔

"بیٹا!۔۔۔ پہلی بات تو یہ کہ تمہارے جسم پر ایک تعویز ہوگا۔ تم نے اس کی حفاظت خاص طور پر کرنی ہے۔ اس کی وجہ سے طلاش یا کوئی بھی طاقتور جن و انس تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جان سکے گا کہ تم کہاں ہو اور کس حال میں ہو۔ یہ تعویز عظیم شوالہ نے تمہیں تمہاری پیدائش کے وقت پہنایا تھا۔" دادا جی نے بتایا۔

میں نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے تعویز کو قمیض سے باہر نکالا کر دیکھا۔ وہ ٹھیک ٹھاک ہی تھا۔ اب مجھے سمجھ آئی کہ یہ تعویز میرے ہوش سنبھالنے سے میرے ساتھ کیوں ہے۔

"دوسری بات یہ ہے کہ طالش جن کو پتہ چل چکا ہے کہ تمہیں اللہ نے ھادی بنا کر بھیجا ہے۔ اس لیے ہی اس نے تمہارے ماں باپ کو اور پھر عظیم شوالہ کو قتل کیا۔ اور اس کی خواہش ہے کہ وہ تمہیں اس وقت سے پہلے ہی قتل کر دے جب تم طاقتور ہو کر اس کے اور شہنشاہ کے خلاف نہ کھڑے ہو جاؤ۔ اس لئے اس وقت تک کا انتظار تم کو چھپ کر ہی کرنا ہوگا۔" دادا جی نے مجھے مزید حیران کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ سب قتل و غارت اس نے صرف میرے لئے کی؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ یہ سچ ہے۔ تمہارے والد اور والدہ درحقیقت تمہاری

جان بچانے میں اپنی جان سے گئے۔'' دادا جی نے میری سوچ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اور میں ندامت کے احساس سے شرمندہ سا سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ سب کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے میرے بارے میں۔ نہ تو مجھ میں کوئی خاص بات ہے اور نہ ہی کوئی خاص طاقت۔ یہ کیونکر ہو جائے گا کہ میں ایک بے ضرر سے لڑکا ایک شہنشاہ اور وہ بھی سلطنت سولومن کے شہنشاہ کو نیچا دکھا سکوں'' میں واقعی بے حد الجھ گیا تھا۔

''میرے ذہن میں بھی یہ خیال تھا اور میں نے عظیم شوالے سے اس بابت بھی پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ کیسے ہو گا یہ تو نہیں جانتے مگر ان کو اپنے علم پر یقین ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ یہ راز تم کو خود ہی افشاء کرنا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے اور میں بھی اپنے خیالات

میں کھو گیا۔ جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا تھا اس میں مجھے اپنی حیثیت ایک کھلونے جیسی لگ رہی تھی۔ طالش نے تو میری ماں کو اس وقت قتل کیا تھا جب میں ہوش میں نہیں تھا مگر گوپی کشن نے تو میری ماں کو میری آنکھوں کے سامنے زندہ جلا دیا تھا اور میں کچھ بھی نہ کر سکا الٹا میں اس سے چھپتا پھر رہا ہوں۔ مجھے اپنے آپ پر شرم محسوس ہونے لگی۔ مگر میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ یہ جسمانی جنگ نہیں تھی یہ تو جادو کی جنگ ہے اور مجھے جادو بالکل بھی نہیں آتا اور شاید میں سیکھنا بھی نہیں چاہتا کیونکہ جادو سیکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے اور مجھے اپنا ایمان بہت عزیز تھا۔ اچانک میرے دماغ میں ایک اور سوال ابھرا۔ کیا دادا جی مسلمان نہیں ہیں؟ انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ ایک ایسا عمل جانتے ہیں جس سے روحوں کو بلایا جا سکتا ہے اور انہوں نے عظیم شوالہ کی روح کو بھی بلایا تھا اور پھر میں نے اس غار میں ان کو

عجیب سی طاقت کی مدد سے دھانہ بند کرتے ہوئے بھی محسوس کیا تھا۔

آیان نے بھی مجھے بتایا تھا کہ جاڑوں کی بستی کے تمام باسی سلطنت سولومن کے باسی ہیں کیونکہ وہ جادو جانتے ہیں۔ پھر میرے ذہن میں یہ بھی آیا کہ خود میرے والد صاحب جن کو آیان تاجی کے نام سے جانتا تھا وہ بھی جنات کے عملیات اور جادو کے ماہر تھے۔ یہ سب کچھ ذہن میں آتے ہی میں نے دادا جی سے اس کے بارے میں پوچھنے کا فیصلہ کر لیا۔

"دادا جی!۔۔۔ میں نے اپنے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جادو کرنے والا یا سیکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو کیا آپ اور میرے والدین مسلمان نہیں تھے؟" میرے لہجے میں تجسس کے ساتھ تشویش بھی شامل تھی۔

"ہاہاہا!" دادا جی نے قہقہہ لگایا۔

"ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ الحمد اللہ میں بھی مسلمان ہوں اور تمہارے والدین بھی مسلمان تھے۔" انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "عام لوگ جادو کا مطلب سہی طور پر سمجھ نہیں پاتے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ تم کو سمجھا سکوں۔ تم یہ تو جانتے ہو گے کہ انسان صرف اس گوشت پوست کے جسم کا نام نہیں ہے۔ اصل چیز روح ہے جو اللہ کی اپنی پھونکی ہوئی چیز ہے یعنی وہ اللہ کے وجود کا حصہ ہے۔ قران شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد تمام فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ کیا تم نے کبھی سوچا کہ سجدہ تو صرف خدا کو جائز ہے انسان کو تو کیا کسی بھی اور مخلوق کو جائز نہیں مگر خود اللہ تعالی اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اور ایسا نہ کرنے کی وجہ سے ابلیس آج تک اور قیامت تک خدا کی بارگاہ میں ذلیل ہے۔"

دادا جی کے اس پوائنٹ نے میرے دماغ کی چولیں تک ہلا دیں۔ واقعی اس انداز میں، میں نے آج تک نہیں سوچا تھا۔ دادا جی نے کچھ دیر سانس لینے کے بعد اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"انسان کی پیدائش دو پرتوں پر ہوئی ہے۔ ایک ظاہر یعنی یہ جسم اور دوسری باطن یعنی روح۔ جس طرح یہ ظاہری جسم کے حواس ہیں اسی طرح روح کے بھی حواس ہیں۔ اگر کوئی انسان کسی نہ کسی طرح ان حواس کا استعمال کرتا ہے تو اسے جادو کا نام دے دیا جاتا ہے۔ ان حواس کو استعمال کرنے کے ایک سے زیادہ طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ جو نسبتاً شارٹ کٹ ہے وہ ہے کالا علم جو شیطان کا طریقہ ہے اور وہ اسے اس انداز میں سکھاتا ہے کہ انسان اپنے ایمان سے جاتا ہے اور یہ علم ہمیشہ کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ ایسے علم سے اللہ نے منع فرمایا ہے اور ایسا عمل کرنے والا دائرہ اسلام

سے خارج ہوتا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جو سیدھا سا ہے مگر کچھ زیادہ کوشش اور ریاضت مانگتا ہے وہ علم روحانیت ہے۔ جو ہمارے باپ دادوں کے زمانے سے بہت سارے بزرگ سیکھتے اور سیکھاتے چلے آئے ہیں۔ وہ جب اس جادو کو استعمال کرتے ہیں تو ہم ان کو کرامات کہتے ہیں۔ ایک تیسرا اور بہت لمبا طریقہ بھی ہے جو ارتکاز توجہ سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اس راستے میں اتنی زیادہ مشکلات ہیں کہ بہت کم لوگ ہی کامیاب ہو پاتے ہیں اور اگر کامیاب ہو بھی جائے تو ان کے حصے میں بہت ہی کم روحانی طاقت آتی ہے اور اگر وہ ریاضت چھوڑ دیں تو وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پہلا طریقہ چھوڑ کر باقی دونوں طریقے اسلام میں جائز ہیں۔ انسان جب ان طریقوں سے اپنے روح کا عرفان حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے اندر روحانی حواس بیدار ہو جاتے ہیں۔'' دادا جی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔ میرے

دماغ میں نئے باب کھل رہے تھے۔

"دادا جی!۔۔۔ اگر جسم کی طرح روح کے بھی کچھ خواص ہیں اور روح پیدائش سے لے کر موت تک ہمارے ساتھ ہے تو پھر ان روحانی خواص کے لیے ہمیں خاص کوشش کیوں کرنی پڑتی ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہے کہ جس طرح بازو اور ٹانگیں ہمارے جسمانی خواص خود بخود ہی کام شروع کر دیتے ہیں اسی طرح روحانی خواص کو بھی خود بہ خود ہی کام کرنا شروع کر دیں۔" میں نے سوال کیا۔

"خود بخود کچھ نہیں ہوتا اور یہ اللہ کی سنت کے بھی خلاف ہے۔" دادا جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو میں تمہیں مثال کے ساتھ سمجھاتا ہوں۔ تمہارے جسم کے ایک حصے کی مثال لے لیتے ہیں۔ جیسے تمہاری ٹانگیں جن پر تم چلتے ہو اور تمہیں لگتا ہے کہ یہ خود بہ خود ہی چلنے لگتی ہیں۔ اگر تم کسی بچے کی پیدائش کے وقت دونوں ٹانگیں کس کر

ایک کپڑے کے ساتھ باندھ دو تو پتہ ہے کیا ہوگا؟" انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔

"کیا ہوگا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"اس کی ٹانگیں اس کے جسم کے ساتھ ساتھ بڑی نہیں ہونگی اور وہ ان کے استعمال سے واقف بھی نہیں ہوگا۔ لہذا وہ اس طرح چل نہیں سکے گا جیسا کہ تم چل رہے ہو۔ اسی حالت میں وہ تمہاری عمر کو پہنچ جائے اور پھر اس کو اپنی ٹانگوں کو ضرورت پڑے تو کیا وہ صرف کپڑا کھول کر ٹانگوں کا استعمال کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسے خاص کوشش کر کے ان ٹانگوں کو بڑھانا ہوگا اور پھر کسی استاد سے اس کا استعمال سیکھنا ہوگا جیسے کے تمہارے پالنے والے والدین نے تم کو ہاتھ پکڑ کر چلنا سیکھایا۔" دادا جی نے بڑے عالمانہ انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میں حیرت سے یہ باتیں سن رہا تھا۔

"بالکل اسی طرح ہمارے روحانی خواص بھی پیدائش کے وقت ہمارے ساتھ ہی ہوتے ہیں مگر نوزائیدہ، بہت کمزور اور ناقابل استعمال۔ چونکہ زیادہ تر لوگ ان کے استعمال سے واقف نہیں ہیں اس لئے کوئی ان کی تربیت یا بڑھوتری کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ لہذا عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ وہ بڑھ نہیں پاتے اور انسان ان سے ناآشنا رہتا ہے۔ پھر کچھ روحانی لوگ خاص ریاضت سے ان خواص کو کسی نہ کسی حد تک قابل استعمال بنا لیتے ہیں۔ اللہ کے کلام میں بھی بہت طاقت ہے وہ بھی آپ کے ان خواص کو بیدار کرنے میں بہت مدد کرتا ہے مگر خود اس کا علم بہت کم لوگوں کے پاس ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے روح کو تمام علوم سکھائے ہیں۔" دادا جی نے کہا اور پھر خاموش ہو گئے۔

میں ان کی بات کا قائل ہوتا جا رہا تھا کیونکہ ایک چیز کا تجربہ میں نے

خود بھی کیا تھا۔ چونکہ میں نے سورہ جن کا چلہ مکمل کیا تھا اس لئے میں فرق محسوس کر سکتا تھا۔ اس چلے سے پہلے میں آیان کو دیکھ ہی نہیں پاتا تھا اور اس چلے کے بعد میں واضح طور پر آیان کو دیکھ سکتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اللہ کے اس کلام نے میری وہ حس بیدار کر دی جو کہ غیر مرئی مخلوقات کو دیکھنے میں استعمال ہوتی ہے۔

"دادا جی کیا آپ مجھے اپنے روحانی خواص کو بیدار کرنے کا ہنر سکھا سکتے ہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ یہ خواص کتنی قسموں کے ہوتے ہیں۔" میں نے بڑی دلچسپی اور امید کے ساتھ سوال کیا۔

"بیٹا! اگر میں کسی قابل ہوتا تو شاید یوں نہ گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہوتا۔" دادا جی کے الفاظ میں درد تھا۔ "مگر میں کوشش کروں گا کہ تم کو جتنا میں جانتا ہوں سکھا سکوں۔"

"جی دادا جی!۔۔ میں آپ کا احسان مند ہوں گا۔" میں نے ممنوعیت

سے فوراً کہا۔

"تم اگر چاہو تو آج سے ہی اس کی ابتداء کر سکتے ہو۔" دادا جی نے پیشکش کی اور میں خوشی سے جیسے ہواؤں میں اڑنے لگا۔

"جی ضرور"

"پہلا سبق یہ ہے کہ اپنی سوچوں کو ارتکاز دو۔ یاد رکھو اگر پانی بھی قطرہ قطرہ مسلسل ایک جگہ پر گرتا رہے تو یہ قطرے پتھر میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر تمہاری سوچ میں ارتکاز ہوگا تو تم اس ارتکاز کو استعمال کرتے ہوئے بہت سے کارنامے سرانجام دے سکتے ہو۔" دادا جی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مثال کے طور پر؟" میں نے پوچھا۔

"تم نے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کا نام سنا ہے" انہوں نے سوال کیا۔

"جی صرف نام کی حد تک۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا ہے مگر اتنا ضرور سنا

ہے کہ ان علوم پر مغرب میں بھی کافی ریسرچ ہو رہی ہے۔'' میں نے اپنی معلومات بتاتے ہوئے جواب دیا۔

''ہپناٹزم ایک ایسا عمل ہوتا ہے جس کے ذریعے آپ اپنے سے کمزور قوت ارادی والے کسی بھی شخص کے دماغ کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ پھر وہ وہی کرے گا جو آپ چاہو گے۔ جبکہ ٹیلی پیتھی کی مدد سے آپ کسی بھی دوسرے شخص تک اپنے خیالات پہنچا سکتے ہو اور اس کے خیالات سن بھی سکتے ہو۔ یاد رکھوں خیالوں کی اپنی زبان ہوتی ہے۔'' دادا جی نے سوال کرتے ہوئے کہا اور اچانک مجھے وہ دوکان دار یاد آ گیا جس سے میں دادا جی کے گھر کا ایڈریس پوچھا تھا۔

''دادا جی!۔۔۔ تو کیا وہ دوکاندار جو ہونٹ ہلائے بغیر مجھ سے باتیں کر رہا تھا وہ اسی علم کو استعمال کر رہا تھا؟'' میں نے پوچھا۔

''کون؟'' دادا جی نے چونک کر پوچھا کیونکہ میں نے اس کے

بارے میں ان کو پہلے بتایا نہیں تھا۔

"جب میں اس بستی میں داخل ہوا تو آپ کے گھر کا پتہ پوچھنے کے لئے میں ایک کپڑوں کی دوکان میں چلا گیا تھا۔ وہ ادھیڑ عمر شخص کسی اجنبی زبان میں بات کر رہا تھا مگر پھر اچانک وہ میرے زبان میں باتیں کرنے لگا حالانکہ اس کی زبان تو بل بھی نہیں رہی تھی۔ اور اس کے ہونٹ بھی ساکن تھے۔" میں نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم سوریپا کے پاس چلے گئے تھے۔ ہاں وہ یہ علم جانتا ہے۔" دادا جی نے تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اور مجھے یہ علم سیکھنے کا اشتیاق ہونے لگا۔

"دادا جی!۔۔ کیا آپ مجھے یہ علم سکھا سکتے ہیں" میں نے سوال کیا۔

"بیٹا!۔۔ میں نے ایک بار کوشش کی تھی سیکھنے کی اور کچھ کامیابی بھی ہوئی تھی مگر پھر میں اس کی مسلسل مشق نہ کر سکا۔ یہ علم مسلسل مشق

کرتے رہنے سے ہی تقویت پاتا ہے۔ میں تمہیں اس کا طریقہ کار بتا دوں گا آگے سیکھنا نہ سیکھنا تمہاری قسمت" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اچانک کچھ سوچ کر بولے۔

"مگر میں تم کو وہ علم بہت آسانی سے سیکھا سکتا ہوں جس کی مدد سے میں نے بہت آسانی سے اس غار کا دھانہ بہت بھاری اور بڑے وزنی پتھر سے بند کیا۔" انہوں نے پیشکش کی۔

"ضرور مگر آپ نے یہ کیسے کیا؟" میں نے پوچھا۔

"ارتکاز توجہ سے۔" انہیں نے جواب دیا۔ "دیکھنا چاہوں گے کہ ارتکاز توجہ سے کیا کچھ ہو سکتا ہے؟"

"جی ضرور" میں نے فوراً جواب دیا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر ہم اس غار کے دھانے کے قریب چلے گئے جہاں اس غار کا دھانہ کسی بہت ہی بھاری پتھر سے ڈھکا ہوا

تھا۔ انہوں نے بہت غور سے غار کو دیکھنا شروع کیا اور پھر اچانک وہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹنے لگا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وہ پتھر اپنی جگہ سے سرک کر کچھ آگے بڑھ گیا اور اتنی جگہ بن گئی کہ ہم لوگ باہر نکل سکتے تھے۔ پھر دادا جی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم باہر آ گئے۔ باہر آ کر انہوں نے کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد ایک درخت تلاش کر لیا جہاں پر پھل لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسی طرح غور سے ان میں سے ایک پھل کو دیکھا اور وہ پھل خود بہ خود ٹوٹ کر ہماری گود میں آ گرا۔

"لو اسے کھاؤ" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ علم سیکھو گے یا پھر کچھ اور بھی دیکھاؤ"

"بس دادا جی۔۔۔ مجھے یہ علم سیکھا دیں۔" میں نے فوراً جواب دیا اور وہ پھل کھانے لگا۔ بہت لذیز پھل تھا شاید آڑو تھا یا اسی کی

طرح کا کوئی اور پھل۔

"اچھا چلو پھر غار میں چلتے ہیں۔" انہوں نے کہا اور پھر ہم غار میں واپس آ گئے۔ انہوں نے ایک شیشے کا گلاس اپنی گٹھڑی سے نکالا۔ اسکے پیندے میں کوئی چپکنے والی چیز لگا کر اپنے سر کا ایک لمبا بال اتار کر اس کے ساتھ چپکا دیا۔ پھر وہ گلاس الٹا کر کے ایک بڑے پتھر جو فرش سے تقریبا دو یا ڈھائی فٹ اونچا ہوگا پر رکھ دیا۔ اب بال اس گلاس کے اندر گلاس کے پیندے سے لٹکا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کا ایک سرا پیندے سے چمٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا سرا نیچے کی جانب آزادنہ جھول رہا تھا۔

"ادھر بیٹھ جاؤ اور غور سے اس بال کی طرف دیکھو۔ اپنے ذہن سے سارے خیالات نکال دو اور کوشش کرو کہ یہ تمہاری مرضی کے مطابق حرکت کرے۔ میں تب مانوں گا اگر تم اس کے دوسرے سرے کو بھی

اوپر کی جانب اٹھا کر چھینڈے سے چپکا دو۔ مگر بغیر ہاتھ پیر ہلائے"
انہوں نے مشق سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں اسی وقت اس گلاس کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا اور غور سے اس بال
کو دیکھنے لگا۔

"بیٹا اگر بھوک لگ رہی ہو تو پہلے کچھ کھا پی لو پھر کچھ دیر آرام کرنے کے
بعد مشق کرنا۔" انہوں نے پیشکش کی۔

"دادا جی میں انشاءاللہ اس بال کے دوسرے سرے کو چھینڈے پر لگا کر
ہی کھانا کھاؤں گا۔" میں نے بڑے اعتماد سے کہا۔ کیونکہ میں طرام
کے مقابلے میں بھی اسی طرح کی طاقت کا مظاہرہ کر کے آیا تھا اور
مجھے معلوم تھا کہ آیت کریمہ کی مدد سے اگر میں طرام جیسے وزنی
پرندے کو روک سکتا ہوں تو یہ چھوٹا سا بال میرے لیے کیا چیز ہے۔

"بیٹا! صبر سے کام لو۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس کام میں تمہیں کئی ہفتے یا

پھر کئی مہینے لگ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم جلدی کے چکر میں مایوس ہو جاؤ۔" انہوں نے مجھے اپنے تئیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ بڑی توجہ کے ساتھ اس بال کو دیکھنے لگا اور پھر میں نے زیرلب آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیا۔ چند منٹ تک میں بغور اس بال کو دیکھتا رہا مگر کچھ نہیں ہوا پھر میں نے کوشش کی کے اپنی توجہ کی قوت سے اس بال کو تھوڑا سا ہلاؤ اور یہ دیکھ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ بال ہل رہا تھا۔ پھر میں نے اسی طرح ورد کرتے ہوئے اس بال کے دوسرے آزاد سرے کو اوپر اٹھا کر گلاس کے پیندے سے چپکا دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں نے خوشی خوشی دادا جی کہا۔

"چلیں اب بھوک لگی ہے۔ کچھ کھانے کو دیں۔"

انہوں نے چونک کر میرے طرف دیکھا اور پھر شاید وہ یہ سمجھے کہ میں نے ان کی نصیحت مان لی ہے۔

"بس اتنی جلدی ہمت ہار گئے۔" ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"میں تو سوچ رہا تھا کہ ایک دو گھنٹے گزارنے کے بعد تم یہ الفاظ استعمال کرو گے۔"

"جب کام جلد ہو گیا ہے تو پھر انتظار کیوں کرنا۔ یہ دیکھیے دوسرا اسرا پیندے سے چپکا ہوا ہے۔" میں نے شوخی سے جواب دیا۔ اور دادا جی ایک دم حیران ہو گئے۔ پھر جلدی سے وہ میرے قریب آئے اور انہوں نے غور سے گلاس کی طرف دیکھا۔ پھر مجھے حیرت سے دیکھتے ہوئے بولے

"تم یقیناً یہ علم پہلے جانتے ہو اور مجھے بس الو ہی بنا رہے تھے۔"

انہوں نے اس بار کچھ دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں دادا جی ہرگز نہیں۔" میں نے فوراً ہی کہا۔ "یہ تو بس اس آیت کریمہ کی وجہ سے ہے جس کی طاقت کا مجھے اتفاقاً ہی پتہ چلا۔"

اور پھر میں نے ان کو ہوائی حویلی والی بات اور پھر طرام کے ساتھ ہونے والا واقعہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ہوں تو یہ بات ہے۔" انہوں نے سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر گلاس کا دوبارہ اٹھایا۔ اس کے دوسرے سرے کو چینیڈ سے آزاد کر کے پھر الٹا لٹکا دیا۔

"اب دوبارہ مجھے ایسا ہی کر کے دکھاؤ مگر بغیر آیت کریمہ پڑھے۔" انہوں نے کہا۔

"ہوں۔۔۔ میں کوشش کرتا ہوں" میں نے جواب دیا۔ اور پھر توجہ سے اس بال کو دیکھنے لگا۔ اس بار میں نے کوشش کی مگر وہ بال اپنی جگہ سے ٹس سے مس بھی نہ ہوا۔ میں نے بے چارگی سے دادا جی کی طرف دیکھا۔

"بس کوشش جاری رکھو۔" انہوں نے کہا اور چل کر دور ایک پتھر پہ جا

کر بیٹھ گئے۔ اور میں پھر اس بال کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کچھ دیر اس کو دیکھنے لگا اور پھر اچانک میرے خیالات بھٹکنے لگے۔ میرا ذہن گوپی کشن کی طرف چلا گیا اور اس کی خیال آتے ہی میرے تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی۔ میں اس سے انتقام لینے کے بارے میں سوچنے لگا اچانک مجھے خیال آیا کہ میری توجہ بال سے ہٹ رہی ہے۔ پھر میں اس بال کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی طرح آدھا گھنٹہ میں اپنے خیالات سے الجھتا رہا۔ پھر سر میں درد ہونے لگا۔ میں نے بیچارگی سے دادا جی کیطرف دیکھا۔

''دادا جی اب تو سر میں درد شروع ہو گیا ہے۔'' میں نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے بولا تھا نا کہ جلدی نتیجے کی امید مت لگاؤ۔ بہر حال اب کچھ دیر آرام کرو، شام کو پھر شروع کر دینا۔'' انہوں نے کہا۔ اور پھر میں

انچ کران کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے کھانا اپنی گٹھڑی سے نکالا اور پھر ہم اسے کھانے لگے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ بولے۔

"یہ جو آیت الکرسی والا عمل ہے یہ میرے لیے بھی نیا ہے۔" دادا جی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔ "لگتا ہے کہ یہ آیت کریمہ تمہاری یا پھر ہر انسان کے روحانی خواص کو فوری طور پر مگر عارضی وقت کے لئے توانا کر دیتی ہے۔ اور وہ اسی طرح کام کرتا ہے جیسے ایک تربیت حاصل کیے ہوئے شخص کا کرتا ہے۔"

"شاید" میں نے جواب دیا ظاہر ہے اس کا مجھے کوئی خاص تجربہ نہ تھا۔ میں تو بس اتفاق سے ہی اس سے واقف ہو گیا تھا۔ اور اس اتفاق نے دو جگہ میری مدد کی تھی۔

وقت تیزی سے گزرنے لگا۔ میں نے اپنے خیالات کو کنٹرول کرنے کی مشق جاری رکھی اور تقریباً دو ہفتوں کی محنت کے بعد میں اس قابل

ہو گیا کہ اس بال کو پھر سے پیندے سے لگا سکوں۔ مگر پھر دادا جی نے
میری مشق بدل دی۔ اب کی بار انہوں نے ایک مکڑی اس گلاس میں
قید کر دی اور مجھے کہا کہ میں اس مکڑی کو اپنی مرضی کے مطابق حرکت
دوں۔ میں نے کوشش کی مگر مکڑی خود بھی مزاحمت کر رہی تھی اس لئے
بات نہ بنی۔ بہر حال چند ہفتوں تک میری اور مکڑی کی خوب جنگ
ہوتی رہی اور پھر آخر کار میں نے اسے زیر کر ہی لیا۔ پھر دادا جی نے
گلاس اٹھا دیا اور اس کی جگہ پر ایک ادھا انچ موٹا پتھر رکھ دیا۔ اسے میں
نے جلدی ہی اپنی توجہ کی قوت سے ہلا دیا۔ پھر دادا جی پتھر کا سائز بڑا
کرتے رہے۔ حتیٰ کہ تقریباً ایک سال کی مدت میں میں اس قابل
ہو گیا کہ غار کے دھانے پر پڑا پتھر بھی اپنی توجہ سے ہٹانے لگا۔ دادا
جی نے مجھے خوب دل کھول کر شاباشی دی اور بتایا کہ میری سیکھنے کی
رفتار بہت تیز ہے۔ جو صلاحیت انہوں نے خود پانچ سال میں حاصل

کی تھی وہاں میں صرف ایک سال میں پہنچ گیا تھا۔ پھر انہوں نے اگلی مشق کے بارے میں بتایا۔

"بیٹا!۔۔۔اب دوسرا مرحلہ آتا ہے۔ یہ مرحلہ ہے اپنی روح سے رابطہ کرنا۔" انہوں نے کہا اور میں چونک پڑا۔ "بیٹا۔۔۔اپنی روح سے رابطے کے لئے تمہیں مرنے سے پہلے مرنا ہوگا"

"جی کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اگر تم اپنے جسم کو مکمل طور پر بھلا دو اور اپنے ظاہری خواص کو مکمل طور سلا دو تو پھر تمہارے روحانی خواص تم پر طاری ہونگے اور تم روح کی حیثیت سے پہچانے جاؤ گے۔ اور ہر وہ کام کر سکو گے جو ایک روح کرسکتی ہے۔" دادا جی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے مجھے کونسی مشق کرنی ہوگی؟" میں نے پوچھا۔

"اپنی پانچوں حواس کو بھلانا ہوگا۔" دادا جی نے کہا۔ "تم جانتے ہو کہ یہ پانچ حواس، دیکھنا، سننا، چکھنا، سونگھنا اور چھونا ہے۔ ان میں سے دیکھنا، چکھنا اور سونگھنا کسی حد تک اختیاری ہیں۔ اگر تم آنکھیں بند کرلو تو دیکھ نہیں سکو گے۔ اگر کچھ کھاؤ نہیں تو چکھ نہ سکو گے اور اگر ناک کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دو تو آکسیجن کے سوا تم کوئی چیز سونگھ نہ سکو گے۔ مگر اصل مسئلہ باقی دو حواس کا ہے یعنی سننا اور چھونا۔ کوئی بھی آواز اگر تمہارے اردگرد ابھرتی ہے تو تم اسے سن سکتے ہو بغیر کسی کوشش کے اور اسی طرح تمہارے اپنے وجود کا احساس چھونے میں آتا ہے۔ تم ایک گھنٹہ تک بیٹھے رہو گے تو تمہیں تھکن کا احساس ہوگا۔ جی میں آئے گا کہ ہاتھ پاؤں کو ہلا کر دیکھو۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مشق اصل میں ان دو حواس کو سلانے کی ہے۔ اس میں تم ان دو حواس کو چند انسانی ضروریات کو ترک کر کے وقتی طور پر کمزور کر سکتے ہو۔ جیسے بھوک

اور پیاس۔ اس کی مشق یوں ہے کہ تمہیں ایک اندھیری جگہ پر مراقبے کی حالت میں بیٹھنا ہے۔ نہ کچھ کھانا ہے اور نہ کچھ پینا بس اپنے آپ کی نفی کرنی ہے۔ کوشش کرنی ہے کہ تم بند آنکھوں سے کچھ دیکھ سکو۔ اور اس کوشش کو اتنی توجہ سے کرنا ہے کہ تمہیں اس کے علاوہ اور کچھ سجھائی نہ دے۔ شروع میں یہ مراقبہ تم بارہ گھنٹوں کا کرو گے پھر چوبیس گھنٹوں کا اور اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے چالیس دن تک کا۔ اس کی رفتار تمہاری قوت برداشت پر ہے۔ یہ مشق تمہارے جسم پر بہت بھاری ہے اس لئے تم اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو مگر یاد رکھو، اس میں ایک بار اضافہ کیا تو پھر واپس کمی نہیں کرو گے ورنہ صلاحیت میں اضافے کی بجائے کمی ہو جائے گی۔" انہوں نے تفصیل سے اس مشق کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے لئے تیار ہوں دادا جی۔" میں نے فورا کہا۔ "مگر اس

سے مجھے کیا ملے گا؟"

"اس کا انحصار تمہاری روح کی طاقت پر ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ اگر ہم گناہ کریں گے تو دراصل خود اپنے پر ظلم کریں گے۔ یعنی اپنی روح کو کمزور کریں گے۔ اور اگر ہم نیک کام کریں گے تو اپنی ہی روح کو طاقتور کریں گے۔ اچھے کام اور اچھے خیالات روح کی غذا ہیں اور اسے بڑھنے پھولنے میں مدد کرتے ہیں۔ جتنی طاقتور تمہاری روح ہو گی اتنا ہی زیادہ تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔" دادا جی نے روح کا اصول بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے دادا جی میں تیار ہوں" میں نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے کل سے مشق شروع کر دو۔" انہوں نے کہا۔

اس طرح میں نے روح کے عرفان کی مشق شروع کر دی۔ شروع

شروع میں مجھے ایسا لگتا تھا جیسے میں ایک ایسے ہوائی جہاز میں بیٹھا ہوں جس کا کنٹرول میرے بس میں نہیں ہے۔ عجیب و غریب سی دنیا نظر آتی تھی۔ نور ہی نور اور بہت بڑے بڑے اور اونچے اونچے ستون۔ پھر آہستہ آہستہ اس پر میرا کنٹرول ہونے لگا۔ میں زمین و آسمان میں گھومنے لگا۔ یہ سارا کچھ مجھے اپنا تخیل ہی لگتا تھا۔ میں روزانہ کی روداد دادا جی کو سناتا تھا۔ ایک دن جب یہ بات میں نے ان کو بتائی کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ سب تخیل کی کارستانی ہے تو وہ ہنس پڑے اور پھر کہنے لگے،

"اب اگر تمہارا کنٹرول اپنی روح پر ہو تو اپنے بابا کی دوکان پر جانے کی کوشش کرنا۔" انہوں نے کہا اور میں چونک پڑا۔ میں تو واقعی اپنے بابا کو بھول ہی گیا تھا اس طلسم کی دنیا میں آ کر۔

اگلے دن جب مجھ پر وہی حالت ہوئی تو میں نے اپنے بابا کا خیال کیا

اور اپنے آپ کو ان جانے پہچانے راہوں کی طرف موڑنے کی کوشش کرنے لگا جہاں میرا بچپن گزرا تھا اچانک میں نے محسوس کیا کہ میں ان ہی گلیوں میں اڑتا پھر رہا ہوں۔ اور پھر میں بابا کی دوکان پر پہنچ گیا۔ بابا حسب معمول دوکان پر مصروف تھے۔ میں ان کے ساتھ ساتھ ان کی روح کو بھی دیکھ سکتا تھا جو کہ ایک نورانی ھیولا کی شکل میں ان کے سر کے پیچھے اوپر معلق تھی۔ یہ دیکھ کر مجھے دکھ ہوا کہ بابا کے چہرے پر اداسی اور افسردگی کا راج تھا۔ ظاہری بات ہے ایک شخص جس کی بیوی کو قتل کر دیا گیا ہو اور اس کا جوان بیٹا ان سے چھین لیا گیا ہو، اس کا اور کیا حال ہو سکتا ہے۔ ایسا سوچتے ہوئے میں اپنے کالج کی طرف چل پڑا۔ جھٹ سے میں کالج میں تھا اور پھر میں نے دیکھا کہ سب دوست کمرہ امتحان میں بیٹھے ہیں۔ میرا دوست عارف نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ انگلش کا پیپر ہے اور وہ ہمیشہ میری

مدد سے ہی اس میں پاس ہوتا تھا چونکہ میری تو سٹڈیز ہی چھوٹ چکی تھی اس لئے اب وہ کسی اور سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی طرح ادھر ادھر گھومتے ہوئے میں نے وقت گزارا۔

اس دن جب میں نے یہ احوال دادا جی کو سنایا تو کہنے لگے۔

"یہ سب کچھ سچ ہے۔ اب تم اپنے مراقبے کا وقت بڑھا دو۔ کل سے تم چوبیس گھنٹے کا مراقبہ کرو گے۔"

میں نے ایسا ہی کیا۔ میرا مراقبے کا طریقہ یہ تھا کہ دادا جی اٹھنے کے وقت خود آ کر مجھے ہلاتے تھے اس لئے میں وقت کی پرواہ کئے بغیر مراقبہ جاری رکھتا تھا۔ اس بار انہوں نے اگلی صبح اٹھانے آنا تھا۔ اس دن میرا مراقبہ بارہ گھنٹے تو ٹھیک رہا مگر پھر بھوک نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بہرحال میں نے کسی نہ کسی طرح اس پر بھی قابو پا لیا۔ اس طرح میں چوبیس گھنٹے کا مراقبہ چوبیس گھنٹے کے وقفے وقفے سے

کرنے لگا۔ اب میری روح میری مرضی سے پرواز کرتی تھی۔
میرے لیے وقت اور فاصلے سمٹ گئے تھے۔ میں جتنا وقت چاہتا
تیزی سے گزر جاتا اور جتنا فاصلہ چاہتا بغیر کسی وقت کے طے کر
لیتا۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ میں خود آیان کی طرح اب پرواز کے قابل ہو
گیا ہوں۔ دادا جی اس حالت کے بارے میں بتاتے تھے۔
"بیٹا!۔۔۔روح زماں اور مکاں کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ جب تم
روح کے طور پر حرکت کر رہے ہوتے ہو تو ایک طرح سے مردہ ہوتے
ہو اور تمہاری روح کے حواس کی مدد سے تم سب کچھ اسی طرح کر سکتے
ہو جیسے کہ ایک روح کر سکتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم ماضی میں
نہیں جا سکتے اور نہ ہی مستقبل کی بات جان سکتے ہو۔"
پھر آہستہ آہستہ میرا مراقبہ ایک ہفتے کے دورانیے تک پہنچ گیا۔ اب
میں زیادہ تر وقت تیزی سے گزارنے کی مشق کیا کرتا تھا تا کہ زیادہ

سے زیادہ لمبا مراقبہ کر سکوں۔ جب مراقبہ ختم ہونے کا وقت آتا تھا تو مجھے ایسا لگتا تھا جیسے میری روح بھی تھک سی گئی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ جیسے جیسے میں مراقبے کی مدت بڑھا رہا ہوں اسی رفتار سے میری روح کی طاقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب میں دادا جی کے کہنے کے مطابق اپنی روح کے وجود کی طرف بھی توجہ دینے کی کوشش کرتا تھا۔ پھر ایک دن ایک عجیب سے واقعہ ہو گیا۔

ہوا یوں کہ میں ایسے ہی پرواز کرتا ہوا بابا کی دوکان پر پہنچ گیا اور دیکھا کہ وہی استاد بابا کو تنگ کر رہا تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اس نے بابا سے پھر بھتہ لینا شروع کر دیا تھا شاید اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں اب وہاں نہیں ہوں۔ آج بھی وہ بڑی بدتمیزی سے بابا کے ساتھ پیش آ رہا تھا۔ ایک بات پر میرا دل اتنا دکھا کہ میں نے اپنے تئیں آگے بڑھ کی اس کا گریبان پکڑنے کی کوشش کی مگر یہ دیکھ کر میری حیرت کی

انتہا نہ رہی کہ میرے تو ہاتھ ہی نہیں تھے۔ بس ایک نورانی وجود تھا جو استاد کے آر پار گزر گیا۔ ہاتھ پاؤں تو میرے ظاہری وجود کا حصہ تھے جبکہ اب میں ایک روح تھا۔ بہر حال سوائے استاد پر طلملا نے کے میں کچھ بھی نہ کر سکا تاہم اس بار مراقبے کے اختتام پر جب دادا جی مجھے جوس اور نرم غذا دے رہے تھے میں نے پوچھا۔

"دادا جی!۔۔ کیا میں روح کی حیثیت میں کچھ بھی نہیں کر سکتا؟ اس بار میں نے دیکھا کہ ایک بدمعاش میرے والد کو تنگ کر رہا ہے مگر میں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔" میرے لہجے میں بے چارگی تھی۔

"بیٹا!۔۔۔ میری اس پر ریسرچ نہیں ہے۔ میں نے کبھی بھی اپنی روح سے کوئی کام سوائے معلومات حاصل کرنے کی نہیں لیا۔" انہوں نے صاف صاف بتاتے ہوئے کہا۔ "تم کوشش کرو کہ اپنی روح کے کچھ اور حواس کا ادراک کر سکو۔"

میں نے ایسا ہی کرنے کا سوچتے ہوئے وہ ہفتہ گزارا۔ طریقہ کار یہ تھا کہ ایک ہفتہ کچھ نہ کھانے کی وجہ سے میرے جسم پر جو کمزوری طاری ہوتی تھی اسے میں ایک ہفتہ نارمل غذا کھا کر دور کرتا تھا اور جب میرا جسم پھر ایک ہفتے کی مشق کے لئے تیار ہو جاتا تھا تو پھر میں مشق کے لئے بیٹھ جاتا تھا۔

اس بار مراقبے یا مشق کے دوران میں نے کوشش کی کہ اپنے حواس پر غور کر سکوں۔ مگر کچھ خاص سمجھ نہ آیا۔ پھر ایک خیال کے تحت میں بابا کی دوکان پر چلا گیا۔ اور انہیں کام کرتے دیکھنے لگا۔ ابھی کچھ ہی وقت گزرا ہوگا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ بابا کی دائیں جانب جو کول ڈرنکس کے کریٹ پڑے تھے ان میں سے سب سے اوپر والا جو کچھ ٹیڑھا رکھا گیا تھا آہستہ آہستہ کھسک رہا تھا اور بس گرنے کو ہی تھا۔ اگر وہ گر جاتا تو سیدھا بابا کے اوپر ہی گرتا۔ میں نے بے دھیانی میں پوری

توجہ سے اس کریٹ کو دیکھا اور لاشعوری طور پر اپنی توجہ کی قوت سے اس کریٹ کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ کریٹ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ پر سیٹ ہو گیا۔ بابا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا کیونکہ کریٹ کے ہلنے سے اچھی خاصی آواز پیدا ہوئی تھی۔ مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ ظاہری بات ہے ان کے علم میں نہیں تھا کہ وہ کریٹ گرنے والا ہے ورنہ شاید وہ اسے ایسا ہی نہ چھوڑتے۔ اور اب وہ بالکل ٹھیک پڑا تھا اس لئے وہ بالکل بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ آواز کس چیز کی تھی۔ مگر میرے لئے یہ بہت خوشی کا مقام تھا کہ میرے توجہ کی قوت میری روح کے ساتھ بیدار تھی۔ بس پھر میں استاد کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ استاد حسب معمول اتوار والے دن آیا۔ آتے ہی اس نے بدتمیزی سے کہا۔

”او رحمت علی!۔۔۔ چل مال نکال جو تو نے عیاشی کے لئے جوڑ رکھا

ہے۔" اس کے لہجے میں تحقیر نمایاں تھی۔

"بیٹا۔۔۔میں نے کون سی عیاشی کرنی ہے اس عمر میں۔میرا تو آگے پیچھے بھی کوئی نہیں ہے۔" بابا کی آواز میں بہت درد تھا۔

"بکواس بند کر اور دراز سے سارا مال نکال دے۔اگر تو نے عیاشی نہیں کرنی تو اتنے مال کا کیا کرے گا۔تجھے تو دو وقت کی روٹی سے غرض ہونی چاہیے۔" اس نے اسی طرح بدتمیزی سے کہا۔اور بابا نے جلدی سے دراز کھول لیا۔مگر اب میری ہمت جواب دے گئی تھی۔

میں نے پوری توجہ سے دراز کی طرف دیکھا اور دراز خود بخود بند ہو گیا۔ابھی استاد اور بابا حیرت سے دارز کو بند ہوا دیکھ ہی رہے تھے کہ میں نے اپنی توجہ کی طاقت سے استاد کو پھر الٹا لٹکا دیا۔کچھ دیر تو اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا مگر پھر وہ چیخنے لگا اور مجھ سے میرا نام لے کر معافی مانگنے لگا۔یقیناً اسے یاد آ گیا تھا کہ ایسا پہلے میں نے ہی کیا تھا اس

لئے اب بھی میں ہی کہیں سے ایسا کر رہا ہوں۔ میرا مسئلہ یہ تھا کہ میں بول نہیں سکتا تھا یا شاید جانتا نہیں تھا کہ روح کیسے بول سکتی ہے۔
بہر حال جب کافی مجمع اکٹھا ہو گیا تو میں نے اسے اوپر سے ہی زمیں پر گرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ جب وہ زور سے تقریباً دس فٹ سے نیچے گرا تو اسے اچھی خاصی چوٹ آئی۔ مگر وہ اس چوٹ کو بھول کر دم دبا کر بھاگ پڑا۔ بابا اور سارا مجمع حیرت کا بت بنے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کچھ دیر تک یہی ماحول رہا اور پھر سب اپنے اپنے کاموں پر لگ گے۔ مجھے خوشی تھی کہ میں دور سے ہی سہی مگر کچھ تو اپنے بابا کے کام آ سکا۔
اس بار جب میری مشق ختم ہوئی تو میں نے دادا جی مزے لے لے کر یہ واقعہ سنایا۔ وہ بہت خوش تھے کہ میں بہت تیزی سے یہ علم سیکھتا جا رہا ہوں اور میری روح بھی طاقتور ہوتی جا رہی تھی۔ پھر میں نے دادا جی

عالم ارواح کے بارے میں پوچھا۔

"بیٹا!۔ جب تم روح کی صورت میں ہوتے ہو تو عالم ارواح میں جا سکتے ہو مگر اس سے پہلے اپنی روح کو مزید طاقتور کر لو کیونکہ عالم ارواح دنیا بھر کی روحوں کا مسکن ہے اس میں اچھی اور بری سب روحیں ہوتی ہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی طاقتور روح اپنی مرضی سے روکنے یا پھر اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کریں تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری روح واپس تمہارے جسم میں آ ہی نہ سکے اور تمہاری جسم مقررہ مدت گزرنے کی وجہ سے خود بخود ختم ہو جائے۔" دادا جی نے سنجیدہ الفاظ میں کہا۔

"دادا جی یہ روحوں کی کہانی کیا ہے؟ جیسے میں نے سنا ہے کہ کچھ روحیں دنیا سے جاتی ہی نہیں ہیں اور پھر بدروح بن جاتی ہیں۔" میں نے پوچھا۔

"بیٹا!۔۔۔روح ایک مقدس امانت ہے جو اللہ تعالی نے انسان کو عطا کی ہے اور اسے ایک مقررہ مدت کے بعد واپس اللہ تعالی کے پاس ہی جانا ہے مگر کبھی کبھی شیطان کسی انسان کی مرضی سے اس کی روح پر قابض ہو جاتا ہے۔اس طرح وہ روح اس شیطان کی غلام بن جاتی ہے۔اور پھر وہ آدمی جب مر جاتا ہے تو شیطان اپنی شیطانی قوتوں کو بروئے کار لا کر اس روح کو عالم ارواح میں جانے سے روک لیتا ہے۔پس وہ روح کچھ عرصہ دنیا میں رہ کر انسان اور روحوں کے راز جان جاتی ہے یا پھر شیطان اپنی شیطانی علوم سے اسے کچھ راز کھول کر دکھا دیتا ہے اور پھر وہ بدروح بن کر باقی لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ایسی ارواح کا آخری ٹھکانا بغیر کسی شک کے دوزخ ہی ہوتا ہے۔بس ان کی رسی دراز ہو جاتی ہے۔"

دادا جی نے تفصیل سے بتایا۔

"اور عظیم شوالہ کی روح؟" میں نے سوال کیا۔

"بیٹا!۔۔۔ جو لوگ اپنی زندگی میں ہی روح کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔ ان کی ارواح کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ قبر میں اس طرح سوتے ہیں جیسے پہلے رات کی دلہن سوتی ہے۔ اب بھلا یہ بتاؤ۔ پہلے رات کی دلہن بھی کبھی سوتی ہے۔" دادا جی کے انداز میں شرارت تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ جب چاہیں دنیا میں آ سکتے ہیں؟" میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں یہ سچ ہے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تاہم وہ جان بوجھ کر دنیاوی معاملات میں دخل نہیں دیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ان کا تعلق دنیا سے کٹ چکا ہوتا ہے۔ اور نیک ارواح وہ کام کبھی نہیں کرتیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر ہو۔" دادا جی

نے کہا۔
اگلی بار جب میری مشق کا دن آیا تو میں نے اپنی روح کو آسمانوں میں اڑنے پر لگا دیا۔ میں سیدھا اوپر آسمان میں اڑا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے دنیا ایک گول گیند کی مانند نظر آنے لگی اور پھر میں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ دنیا کے گرد ایک نورانی دائرہ بنا ہوا تھا جو اسے گھما رہا تھا جب میں نے غور سے اس دائرے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس دائرے میں لفظ اللہ ہی اللہ لکھا ہوا ہے یعنی دنیا اللہ تعالیٰ کے نورانی دائرے کی وجہ سے گھوم رہی ہے۔ پھر میں مزید اوپر آسمانوں میں چلتا چلا گیا اور ایک جگہ پہنچ کر مجھے یوں لگا جیسے میری پرواز کی صلاحیتیں جواب دیتی جا رہی تھیں۔ شاید یہاں میری روح کی طاقت ختم ہو رہی تھی۔ میں پھر واپس آ گیا مگر دنیا کے گرد چکر لگانے لگا۔
اتنے میں، میں نے بہت سے ارواح کو دیکھا جو دنیا سے اٹھ اٹھ کر

آسمان کی طرف جارہی تھیں۔ عجیب سا عالم تھا اچانک میں نے ایک روح کو دیکھا اسے دو بڑے ہی خوفناک قسم کے جلاد کھینچ کر لے جار ہے تھے۔ وہ جلاد شاید جن تھے مگر ان کے جسم عجیب انداز میں چمک رہے تھے۔ میں نے غور کیا تو مجھے اور زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ روحوں کی زبان نہیں ہوتی یعنی ان کو قوت گویائی نہیں ملتی ہے اسی لئے میں باوجود کوشش کے اپنے بابا سے بات نہیں کر سکا تھا مگر وہ روح چیخ رہی تھی۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ روح اپنی توجہ کی کوشش سے ہوا میں ایک خاص قسم کا ارتعاش پیدا کر رہی تھی جس سے آواز کی لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ جن کو دوسری روحیں سن سکتی تھیں۔ اب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لہریں ان لہروں سے مختلف تھیں جو انسانوں کی زبانوں سے پیدا ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے شاید انسانی کان روحوں کی آوازوں کو سن نہیں سکتے ہیں۔ میں نے کوشش کی اور اپنی توجہ کی

طاقت سے جو کہ پہلے ہی بہت بڑھ چکی تھی، اسی طرح ہواؤں میں ارتعاش پیدا کرتے ہوئے ان جلادوں سے پوچھا کہ یہ روح کیوں چیخ رہی ہے۔ مجھے اپنی کامیابی کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ ان جلادوں نے گھور کر میری طرف دیکھا اور کہا۔

"یہ ایک بہت ہی گناہ گار شخص کی روح ہے۔ اس نے زندگی میں کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ اب اسے اپنے کیے کا پھل کاٹنا ہوگا۔" ان جلادوں کی آوازیں بھی خوفناک تھیں۔

میں نے ایک جھرجھری سی محسوس کی اور جلدی سے آگے بڑھ گیا۔ پھر میں ایک طرف سے زمین کے پاس آ گیا اور ایسے ہی ہواؤں میں چکر لگانے لگا۔ اچانک مجھے گوپی کشن کی یاد آئی۔ میں نے سوچا کہ کشن سے زیادہ عرصہ بے خبر رہنا مناسب نہیں کیوں نہ اس کی خبر لوں۔ یہ سوچ کر میں اس گھر کی طرف گیا جہاں میں ٹکراؤ گوپی کشن کے ساتھ

ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے جاوید یعنی گوپی کشن کو تلاش کیا مگر مجھے

کہیں نہ ملا۔ میں تقریباً دو دن وہاں ہی چکر لگاتا رہا اور وہاں موجود

لوگوں کی باتیں سنتا رہا۔ آہستہ آہستہ مجھے اندازہ ہوا کہ گوپی کشن اب

وہاں پر موجود نہیں ہے اور جاوید بھی مر چکا ہے چونکہ گوپی کشن کی روح

نے اس پر قبضہ کیا ہوا تھا اس لئے اس کے جاتے ہی جاوید کا جسم بھی

بے جان ہو گیا۔ اس طرف سے مایوس ہو کر میں واپسی کے لئے چل

پڑا مگر اس سے پہلے کہ میری روح رفتار پکڑتی مجھے جاوید کے گھر کے

کچھ فاصلے پر ایک باغ میں ایک روح کا ہیولہ نظر آیا۔ میں نے جلدی

سے ادھر کا رخ کیا کہ شاید یہ گوپی کشن ہو مگر قریب پہنچ کر میں حیران

رہ گیا۔ وہ واقعی گوپی کشن تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ میں چھپنے کی کوشش

کرتا، گوپی کشن یعنی جاوید نے مجھے دیکھ لیا اور پھر وہ تیزی سے میری

طرف بڑھنے لگا۔ مجھے خطرے کا احساس ہو گیا شاید میں نے گوپی

کشن کی روح کے پاس آنے کی غلطی کر لی تھی۔